ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
مارچ 2025ء جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 03

Zakat Calculator for Year2025

Prepared by:Haider Ali Zafar Ahmadiyya Muslim Jamaat Germany

Zakat Nisab is liable

(If you have minimum threshold for at least one year)

Gold: 7.5 Tola or 87.45 Grams

Or

Cash Savings: 6558.75 Euros

1 Tola=11.66g

Nisab Price per gram(Gold)=75.00€

Zakat Ratio=2.5%

Zakat Formula:

Total Gold(Grams)x Price per Gram x2.5%=Zakat due amount

اگر کسی کے پاس 120 گرام طلائی زیورات ہیں تو 120 کو 75 یورو کے ساتھ ضرب دیں۔اس کے نتیجہ میں اس سونے کی کل مالیت نو ہزار (9000) یورو نکل آئے گی۔جس پر اڑھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔آج کل (22K استعمال شدہ) سونے کی قیمت 75 یورو فی گرام ہے۔

مزید اعداد و شمار جاننے کے لئے حسب ذیل جدول سے استفادہ کیا جا سکتا ہے:

Gold Weight in Tola	Gold Weight in Grams	Cash Amount (Euro)	Zakat Payable Amount (2.5%)
7,5 Tola	87,45	6558,75	163,97 €
8 Tola	93,28	6996,00	174,90 €
9 Tola	104,94	7870,50	196,76 €
10 Tola	116,60	8745,00	218,63 €
11 Tola	128,26	9619,50	240,49 €
12 Tola	139,92	10494,00	262,35 €
13 Tola	151,58	11368,50	284,21 €
14 Tola	163,24	12243,00	306,08 €
15 Tola	174,90	13117,50	327,94 €
16 Tola	186,56	13992,00	349,80 €
17 Tola	198,22	14866,50	371,66 €
18 Tola	209,88	15741,00	393,53 €
19 Tola	221,54	16615,50	415,39 €
20 Tola	233,20	17490,00	437,25 €
21 Tola	244,86	18364,50	459,11 €
22 Tola	256,52	19239,00	480,98 €
23 Tola	268,18	20113,50	502,84 €
24 Tola	279,84	20988,00	524,70 €
25 Tola	291,50	21862,50	546,56 €
26 Tola	303,16	22737,00	568,43 €
27 Tola	314,82	23611,50	590,29 €
28 Tola	326,48	24486,00	612,15 €
29 Tola	338,14	25360,50	634,01 €
30 Tola	349,80	26235,00	655,88 €

نوٹ: اپنے طور پر کسی کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔نیشنل شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی نے زکوٰۃ کے بارہ میں ایک کتابچہ اردو اور جرمن زبان میں شائع کیا ہے۔

مزید معلومات کے لیے اُس سے استفادہ کیا جائے۔ براہ مہربانی زکوٰۃ کی ادائیگی اپنی مقامی جماعت میں ہی ادا کر کے رسید حاصل کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

عید کی مبارک صبح

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عید کی مبارک صبح کو جو الہام بطور ہدیہ عید سنایا اور اس کے متعلق جو اشتہار شائع کیا گیا ہے اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وَھُوَ ھٰذَا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کی جاتی ہے چاہیے کہ ہر ایک شخص اس کو خوب یاد رکھے۔

اوّل ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ میں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔ پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی۔ چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ شَیْئًا۔ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ

ترجمہ: خدا جو رحمان ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ ظہور میں لائے گا خدا کا اَمر آ رہا ہے تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا۔ یکم جنوری 1903ء و یکم شوال 1320ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔ اس سے پہلے 25 دسمبر 1902ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے حکایت تھی اور وہ یہ ہے۔

اِنِّیْ صَادِقٌ صَادِقٌ وَ سَیَشْھَدُ اللّٰہُ لِیْ۔ ترجمہ: مَیں صادق ہوں صادق ہوں عنقریب خدا تعالیٰ میری گواہی دے گا۔

یہ پیشگوئیاں بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا اَمر میری تائید میں ظاہر ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا نشان ہوگا تا دشمنوں کو شرمندہ کرے اور میری وجاہت اور عزت اور سچائی کی نشانیاں دنیا میں پھیلا دے۔

نوٹ: چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم شکر کرتے ہیں اور ناظرین کو یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم عنقریب ان نشانوں کے متعلق بھی ایک اشتہار شائع کریں گے جو اخیر دسمبر 1902ء تک گزشتہ سالوں میں ظہور میں آچکے ہیں۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی۔ یکم جنوری 1903ء

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 2-1 ایڈیشن 2022ء)

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ — جرمنی

رمضان 1446 ہجری قمری | مارچ 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 03 | امان 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان
06	منظوم کلام: چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
07	خطبہ جمعہ: سورج اور چاند گرہن
13	منظوم کلام: پیغام دے رہے ہیں یہ شمس و قمر تجھے!
14	تعارف کتب: نور الحق حصہ دوم
15	تاریخ عالَم کا منفرد گرہن
20	منظوم کلام خسوفِ شمس و قمر، ہار ہار کر دیکھو
21	''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''
26	تنظیمی سرگرمیاں: مجلس انصاراللہ جرمنی کی 35ویں مجلسِ شوریٰ کا انعقاد
27	رمضان المبارک: تنویر قلب کے لئے ایک موقع
30	رمضان المبارک کا آخری عشرہ
33	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا
37	مربیانِ سلسلہ جماعت احمدیہ جرمنی کا ایک خصوصی ریفریشر کورس
42	کارکردگی دعوت اِلی اللہ شعبہ تبلیغ جرمنی
43	آدھی صدی کا سفر
45	حالات حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
46	یادِ رفتگان: میری پیاری والدہ
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیا لگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

04

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ
مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
27

اور اسی طرح تیرا ربّ تجھے (اپنے لئے) چُن لے گا اور تجھے معاملات کی تہ تک پہنچنے کا علم سکھا دے گا۔ (سورۃ یوسف: 07)
33

07

نور الحق کا دوسرا حصہ
14

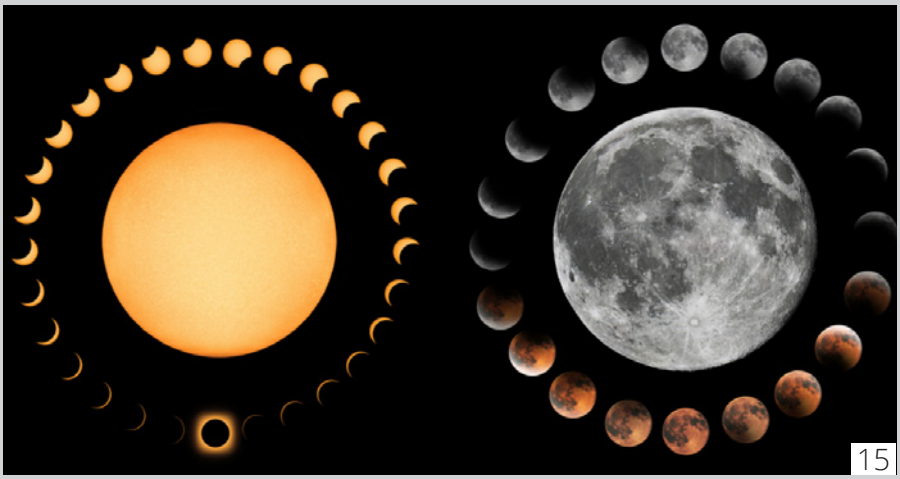
15

21

45

قال اللہ جل جلالہ

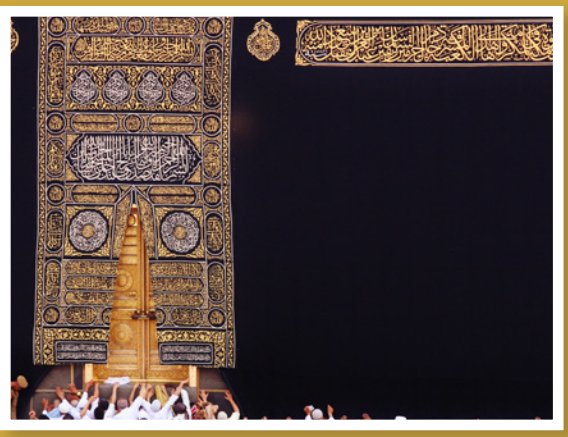

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

(القیامۃ:10-9)

اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔

قال النبی ﷺ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، يَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ۔

(سنن دارقطنی باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف حدیث نمبر 1795 مصنف علی بن عمر وفات 385ھ)

حضرت محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ ہمارے مہدی کے لیے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے ہیں (کسی بھی مامور کی تصدیق کے لئے) یہ کبھی ظہور میں نہیں آئے یعنی یہ کہ چاند کو ماہ رمضان میں (گرہن کی تاریخوں میں سے) پہلی تاریخ کو اور سورج کو (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیان والے دن گرہن ہوگا۔ اور جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یہ دو نشان کبھی (کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے) ظاہر نہیں ہوئے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اوّل اِس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202)

ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ اُن کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی شخص اگر حاکم مقرر کیا جاوے تو اس کو نشان دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کے لیے بھی نشانات ہوتے ہیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں نہ ایک نہ دو نہ دو سو بلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے اور وہ نشانات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی انہیں جانتا نہیں۔ بلکہ لاکھوں اُن کے گواہ ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس جلسہ میں بھی صدہا ان کے گواہ موجود ہوں گے۔ آسمان سے میرے لیے نشان ظاہر ہوئے ہیں، زمین سے بھی ظاہر ہوئے''۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 96،97)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے مہدی کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ وہاں چاند کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر 13، 14، 15 تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر ہیں۔ اس سے کم زیادہ نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے ہی سورج گرہن کے لئے بھی 27، 28، 29 تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہے۔ غرضیکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں کی رو سے مہدی کی علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تصرف کر کے وہاں قمر کی بجائے ہلال کا لفظ ڈال دیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے''۔ (خطبات نور صفحہ 14)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اسی طرح سورۃ قیامۃ میں دو قیامتوں کا ذکر ہے ایک اس دنیا کی اور ایک آخرۃ کی چنانچہ ایک قیامت کا یوں ذکر ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۔ وَخَسَفَ الْقَمَرُ۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سُوْرَۃُ الْقِیَامَۃ:10-8) یعنی اس وقت چاند گرہن لگے گا اور اس کے بعد سورج گرہن لگے گا اور گرہن مرنے والی قیامت کی علامت نہیں بلکہ مہدی مسعود کی علامت احادیث سے ثابت ہے پس ان آیات میں جس قیامت کا ذکر کیا ہے وہ آخری زمانہ میں اسلام کے احیاء کی قیامت ہے نہ مرنے کے بعد اُٹھنے والی۔ اِن آیات کے سوا متعدد جگہ قرآنِ کریم میں قیامت اور ساعۃ سے مراد اُس دنیا کے عظیم الشان انقلاب کو مراد لیا گیا ہے اور آیات زیرِ تفسیر میں بھی جس قیامت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس سے مراد اس دنیا کی قیامت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مرنے کے بعد پھر زندہ کرے گا اور اسلام مٹ کر پھر تازہ ہوگا''۔ (تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 284، طبع 2023ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''آپؐ نے فرمایا تھا کہ مَیں تمہیں مہدی کے ظہور کی ایک ایسی علامت بتاتا ہوں کہ جس کے پورا ہونے پر کوئی سمجھدار آدمی انکار نہیں کرے گا اور وہ یہ علامت تھی کہ رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا اور جب سے دنیا قائم ہوئی ہے کسی شخص کے دعویٰ کی صداقت کے لئے رمضان میں مقررہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن نہیں لگا۔ دوسرے فرمایا کہ مَیں تمہیں یہ بھی بتاتا ہوں کہ اس مہدی کے سچائی کے یہ دو گواہ دو دفعہ گواہی دیں گے۔ اور اس لئے کہ دنیا نے خود کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہوگا''۔ (خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 207، 208)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''وہ سال جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کامیاب سالوں میں ایک پہلو سے نمایاں خصوصیت رکھتا تھا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمی اور دائمی دور میں ایک اہم حیثیت رکھتا تھا۔ وہ سال تھا جس سال چاند سورج نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کیا اور ثابت کیا اور اس کے ثبوت کے طور پر حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود دکھا دیا کہ یہ وہی مہدی ہے جس کی پیشگوئی اصدق الصادقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ پس 1894ء کا سال اس پہلو سے ایک زندگی کا محض اہم سال نہیں رہتا بلکہ ایک دَور کا اہم ترین سال بن جاتا ہے۔ ایک ایسے دور کا جس نے ختم نہیں ہونا۔ اس پہلو سے 1994ء میں بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسی توفیقات عطا فرمائی ہیں۔ جو آئندہ ایک عظیم دَور کی خوشخبریوں کا پیش خیمہ بنیں گی''۔ (خطبات طاہر جلد 13 998،999)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے متعلق جو مسیح بھی ہے یہ نشانی بتائی جو سنن دارقطنی میں ہے کہ حضرت امام محمد باقرؒ سے روایت ہے (جو امام علی زین العابدین کے صاحبزادے اور امام حسین کے پوتے تھے) کہتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں وہ کسی کی سچائی کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ یعنی چاند کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو گرہن ہوگا اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخوں کو گرہن ہوگا۔ اور فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ان دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا''۔ (سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلاۃ الخسوف والکسوف)

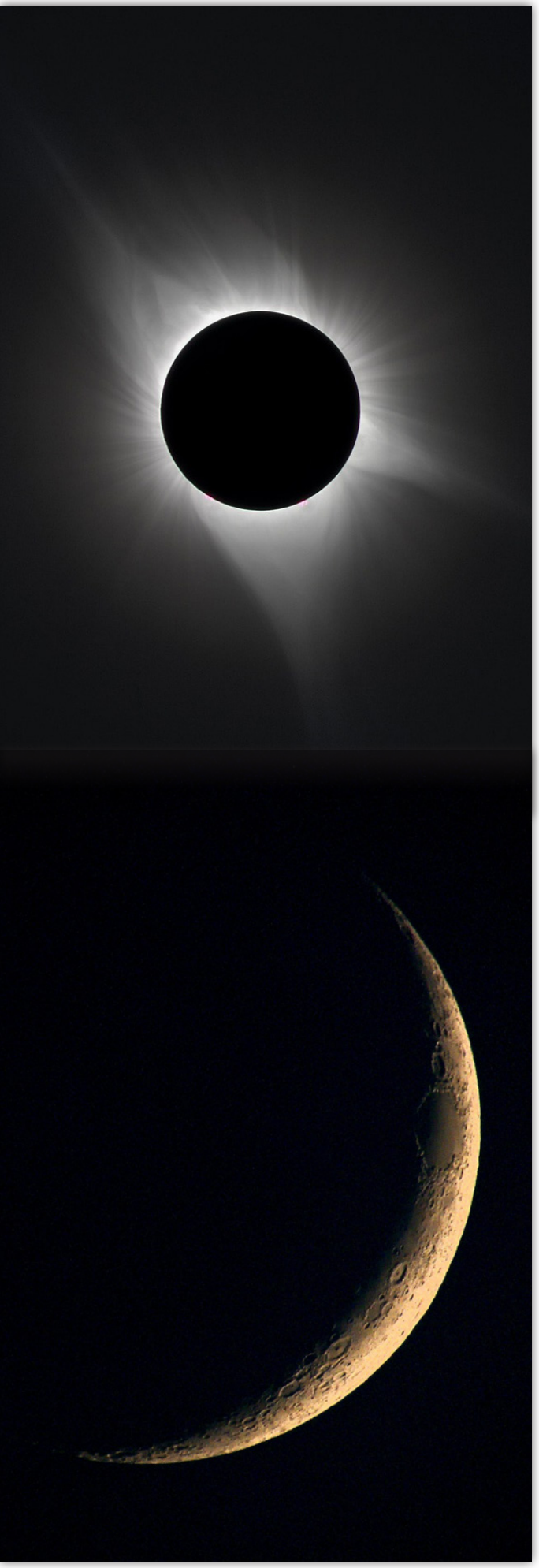

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گئے اِس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مِرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دِن ہیں دفنانے کے دن

اِک نشاں دِکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دِکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
طَور دُنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اِس زمیں پر اُس کے چِلّانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
میرے دِلبر اب دِکھا اِس دِل کے بہلانے کے دن

(انتخاب از دُرِّ ثمین ''انذار و تبشیر'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

سورج اور چاند گرہن

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ خطبہ جمعہ 20/ مارچ 2015ء کا مکمل متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج یہاں سورج گرہن تھا۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی گرہن لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر خاص طور پر دعاؤں، استغفار، صدقہ خیرات اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشّمس حدیث: 1044، صحیح مسلم کتاب الکسوف وصلاتہ باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف... حدیث: 2117)

اس لحاظ سے جماعت کو جہاں جہاں بھی گرہن لگنے کی خبر تھی ہدایت کی گئی تھی کہ نماز کسوف ادا کریں۔ ہم نے بھی یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ نماز ادا کی۔

احادیث میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ایک نشان سورج اور چاند گرہن کو قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف حدیث: 1035) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔ پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔

آج کا یہ گرہن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نشان کے طور پر تو نہیں کہا جا سکتا۔ جو گرہن لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشان ہے مخصوص تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ گرہن اُس طرف توجہ ضرور پھیرتا ہے جو گرہن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوا۔ اور پھر آج اِس دن کا گرہن اس لحاظ سے بھی اُس نشان کی طرف توجہ پھیرنے کا باعث ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔ پھر مارچ کا مہینہ ہونے کی وجہ سے بھی توجہ ہوتی ہے کیونکہ تین دن بعد اسی مہینہ کو 23/ مارچ کو یوم مسیح موعود بھی ہے۔ دعویٰ بھی ہوا۔ گویا یہ مہینہ، یہ دن اور یہ گرہن مختلف پہلوؤں سے جماعت کی تاریخ کو یاد کروانے والے ہیں۔ اس لئے میں نے جب نماز کسوف کے خطبے کے لئے حوالے لئے تو خیال آیا کہ جمعہ کے

خطبے میں بھی گرہن کے حوالے سے ہی بات کروں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاند سورج گرہن کی پیشگوئی (جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی) کے بارے میں آپ کے اقتباسات پیش کروں یا ایک آدھ اقتباس پیش کروں۔ اور اسی طرح صحابہ کے چند واقعات بھی جنہوں نے اس گرہن کو دیکھ کر سلسلے میں شمولیت اختیار کی اور اپنے ایمان کو صیقل کیا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ان گرہنوں کو خاص طور پر بڑی اہمیت دی ہے۔ اسی لئے جب ایک دفعہ آپ کی زندگی میں گرہن لگا تو اس حوالے سے بہت سی احادیث ہیں۔ تو پہلے ایک حدیث مَیں سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جب سورج گرہن ہوا تو میں حضرت عائشہ کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی ہیں۔ مَیں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عائشہ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نشان ہے؟ انہوں نے سر ہلا کر اشارے سے کہا: ہاں۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں بھی کھڑی ہو گئی یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی۔ (یعنی نماز اتنی لمبی تھی جو آنحضرت ﷺ نے پڑھائی۔) کہتی ہیں مجھے غشی طاری ہونے لگی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی ایسی چیز نہیں کہ جسے میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا مگر اپنی اس جگہ پر کھڑے کھڑے اسے دیکھ لیا۔ یہاں تک کہ جنت اور آگ کو بھی۔ اور مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے دجّال کے فتنے کی طرح یا اس کے قریب۔

پھر فرمایا تم میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ اس شخص یعنی محمد ﷺ کے بارے میں تجھے کیا علم ہے؟ تو مومن یا یقین رکھنے والا جو ہے، (اسماء کہتی ہیں دونوں میں سے کوئی ایک لفظ استعمال ہوا) کہے گا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ہمارے پاس نشانات اور ہدایت لے کر آئے ہم نے آپ کو قبول کیا اور ایمان لائے اور آپ کی پیروی کی۔ اسے کہا جائے گا تو عمدہ نیند سو جا۔ ہمیں پتا ہے کہ تو یقیناً ایمان رکھنے والا تھا۔ اور جو شخص منافق یا شبہ رکھنے والا تھا وہ آنحضرت ﷺ کی ذات کے بارے میں کہے گا مَیں نہیں جانتا، کیا ہیں۔ میں نے تو لوگوں کو سنا وہ ایک بات کہتے تھے مَیں نے بھی ہاں کہہ دی۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال حدیث: 1035)

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اس کا کسی کی زندگی اور موت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس میں دعا کرنی چاہیئے۔ استغفار کرنا چاہیئے۔ (صحیح مسلم کتاب الکسوف وصلاتہ باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف... حدیث: 2117)

اب میں چاند سورج گرہن کی پیشگوئی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے بڑا تعجب ہے کہ باوجودیکہ نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں کو سچائی کے قبول کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر میدان میں اللہ تعالیٰ ان کو شکست دیتا ہے اور وہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تائیدِ الٰہی ان کی نسبت بھی ثابت ہو مگر بجائے تائید کے دن بدن ان کا خذلان اور ان کا نامراد ہونا ثابت ہوتا جاتا ہے۔ (یعنی ان کی بدنصیبی اور نامرادی ثابت ہوتی ہے) مثلاً جن دنوں میں جنتریوں کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگا تھا اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام موعود کے ظہور کا نشان ہے تو اس وقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑکا شروع ہو گیا تھا کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدّعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف جھک جائیں۔ تب اس نشان کے چھپانے کے لئے اوّل تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف خسوف نہیں ہو گا بلکہ اس وقت ہو گا کہ جب ان کے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے۔ اور جب رمضان میں خسوف کسوف ہو چکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ یہ کسوف خسوف حدیث کے لفظوں کے مطابق نہیں کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اوّل رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا''۔ فرمایا ''حالانکہ اس کسوف خسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا۔ اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اس کا نام تو ہلال ہے اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا لفظ۔ سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ چاند کو اس پہلی رات میں گرہن لگے گا جو اُس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ یعنی مہینے کی تیرھویں رات۔ اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنی اٹھائیس تاریخ جو اس کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے۔ تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنے کو سن کر بڑے شرمندہ ہوئے اور پھر بڑی جانکاہی سے یہ دوسرا عذر بنایا کہ حدیث کے رجال میں سے ایک راوی اچھا آدمی نہیں ہے۔ (یعنی جو روایت کرنے والے تھے ان میں سے ایک راوی اچھا نہیں تھا) تب ان کو کہا گیا کہ جبکہ حدیث کی پیشگوئی پوری ہو گئی تو وہ جرح جس کی بناء شک پر ہے اس یقینی واقعے کے مقابل پر جو حدیث کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے کچھ چیز ہی نہیں۔ یعنی پیشگوئی کا پورا ہونا یہ گواہی دے رہا ہے کہ وہ صادق کا کلام ہے اور اب یہ کہنا کہ وہ صادق نہیں بلکہ کاذب ہے بدیہیات کے انکار کے حکم میں ہے اور ہمیشہ سے یہی اصول محدثین کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ پیشگوئی کا اپنے مفہوم کے مطابق ایک مدعی مہدویت کے زمانے میں پوری ہو جانا اس بات پر یقینی گواہی ہے کہ جس کے منہ سے یہ کلمات نکلے تھے اس نے سچ بولا ہے۔ لیکن یہ کہنا اس کی چال چلن میں ہمیں کلام ہے۔ (یعنی مدّعی کے) یہ ایک شکّی امر ہے اور کبھی کاذب بھی سچ بولتا ہے (یعنی کبھی جھوٹا بھی سچ بول سکتا ہے) ماسوا اس کے یہ پیشگوئی اور طُرق سے بھی ثابت ہے اور حنفیوں کے بعض اکابر نے

بھی اس کو لکھا ہے تو پھر انکار شرط انصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ہٹ دھرمی ہے۔ اور اس دندان شکن جواب کے بعد انہیں یہ کہنا پڑا کہ یہ حدیث تو صحیح ہے اور اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عنقریب امام موعود ظاہر ہوگا مگر یہ شخص امام موعود نہیں ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بلکہ وہ اَور ہوگا جو بعد میں اس کے عنقریب ظاہر ہوگا۔ مگر یہ ان کا جواب بھی بودا اور باطل ثابت ہوا کیونکہ اگر کوئی اور امام ہوتا تو جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے وہ امام صدی کے سر پر آنا چاہیئے تھا مگر صدی سے بھی پندرہ برس گزر گئے اور کوئی امام ان کا ظاہر نہ ہوا۔ اب ان لوگوں کی طرف سے آخری جواب یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان کی کتابیں مت دیکھو۔ ان سے ملاپ مت رکھو۔ ان کی بات مت سنو کہ ان کی باتیں دلوں میں اثر کرتی ہیں۔ لیکن کس قدر عبرت کی جگہ ہے کہ آسمان بھی ان کے مخالف ہوگیا اور زمین کی حالت موجودہ بھی مخالف ہوگئی۔ یہ کس قدر ان کی ذلّت ہے کہ ایک طرف آسمان ان کے مخالف گواہی دے رہا ہے اور ایک طرف زمین صلیبی غلبے کی وجہ سے گواہی دے رہی ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 507 تا 509)

اور ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ''ہمارے لئے کسوف خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور صدہا آدمی اس کو دیکھ کر ہماری جماعت میں داخل ہوئے اور اس کسوف خسوف سے ہم کو خوشی پہنچی اور مخالفوں کو ذلّت۔ کیا وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ ایسے موقع پر جو ہم مہدی موعود کا دعویٰ کر رہے ہیں کسوف خسوف ہو جائے اور بلاد عرب میں اس کا نام و نشان نہ ہو اور پھر جبکہ خلاف مرضی ظاہر ہوگیا تو بیشک ان کے دل دکھے ہوں گے اور اس میں اپنی ذلّت دیکھتے ہوں گے۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 33)

اس کے بعد اب میں بعض صحابہ کے واقعات بیان کرتا ہوں۔ حضرت غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کے گاؤں میں پہلے پہل ایک صاحب مولوی بدرالدین صاحب نامی تھے۔ ان دنوں میں فدوی کی عمر قریباً پندرہ برس کی ہوگی۔ بندہ مولوی بدرالدین صاحب کے گھر کے سامنے ان کے ہمراہ کھڑا تھا کہ دن میں سورج کو گرہن لگا اور مولوی صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! مہدی صاحب کے علامات ظہور میں آ گئے اور ان کی آمد کا وقت آ پہنچا۔ بعد کچھ عرصہ گزرنے کے مولوی صاحب احمدی ہوگئے۔ مولوی صاحب بہت ہی مخلص اور نیک فطرت اور پُر اخلاص تھے۔ انہوں نے اپنے والدین اور بیوی کو ایک سال کی کوشش کر کے احمدی کیا۔ (رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد 6 صفحہ 305، 306 روایت حضرت غلام محمد صاحبؓ والد علی بخش صاحب سکنہ قادر آباد ضلع امرتسر)

پھر حافظ محمد حیات صاحب آف لالیاں نے ایک مضمون لکھا تھا ''لالیاں میں احمدیت''۔ وہ لکھتے ہیں۔ نشان کسوف وخسوف سے دلوں میں تحریک پیدا ہوئی۔ کہتے ہیں: اسی طرح 1894ء میں سورج اور چاند گرہن کے نشان کے پورا ہونے کی وجہ سے بھی لوگوں کے دلوں میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور قیامت قریب ہے۔ روایات سے پتا چلتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں گھبراہٹ کا عالَم طاری تھا کہ اب کیا ہوگا۔ قیامت آ پہنچی ہے۔ اسی زمانے میں ان نشانات کا اکثر تذکرہ تھا۔ چنانچہ حافظ محمد لکھوکے نے اپنی 'احوال الآخرۃ' میں امام مہدی کے ظہور کے نشانات کا اپنے پنجابی کلام میں ذکر کیا تھا۔ اسی طرح لالیاں کے ایک سجادہ نشین اور صوفی شاعر میاں محمد صدیق لالی نے بھی انہی نشانات کا اپنے کلام میں ذکر کیا۔ (یعنی ان نشانیوں کے بارے میں اس میں لکھا تھا) تیرھویں چن اور چاند کو اور ستائیسویں سورج کو گرہن لگے گا۔ ستائیسویں لکھا گیا اٹھائیسویں ہونا چاہیئے۔ یہ پنجابی کے ان شعروں کا ترجمہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں ان نشانیوں کے بارے میں گھر گھر تذکرہ ہوتا تھا اور عام لوگوں میں امام وقت کی جستجو تھی۔ ان حالات میں مولانا تاج محمود صاحب اور دیگر چند بزرگوں نے باہمی مشورہ کیا اور ایک وفد تشکیل دیا جو قادیان جا کر مہدی علیہ السلام کو دیکھیں اور تمام نشانات جو مہدی موعود کے متعلق مختلف روایات میں ہیں ان کے پورا ہونے کا بغور جائزہ لیں اور اگر وہ نشانات پورے ہوں تو ان کی بیعت کر لی جائے۔ اس وفد میں جن اشخاص کا انتخاب ہوا اُن میں سرفہرست تین اشخاص تھے۔ شیخ امیر الدین صاحب، میاں صاحب دین صاحب اور میاں محمد یار صاحب۔ یہ وفد پیدل روانہ ہوا۔ زادِ راہ کے طور پر ان دونوں کے پاس اس وقت کی رائج کرنسی کے مطابق صرف ڈیڑھ روپیہ تھا۔ (بعض روایات میں ہے دو آدمیوں کا وفد گیا تھا صرف میاں صاحب دین اور شیخ امیر الدین۔ تو بہرحال یہ کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کے پاس صرف ڈیڑھ روپیہ تھا) اور مارچ کا مہینہ تھا۔ گندم پکنے کے قریب تھی۔ یہ لوگ پیدل ہی روزانہ دس بارہ میل کا سفر کرتے تھے۔ جب بھوک لگتی تھی تو وہاں زمینداروں کی جو گندم پکی ہوئی ہوتی تھی ان سے سٹّے لے لئے اور سٹّے بھون کے کھاتے تھے اور گزارہ کرتے تھے۔ اگر کوئی آبادی یا ڈیرہ قریب ہوتا تو وہاں رات بسر کرتے۔ بہرحال سینکڑوں کوس کی مسافت طے کرتے ہوئے (تقریباً ڈیڑھ پونے دو سو میل کے قریب تو سفر بنتا ہوگا) جب یہ دونوں ساتھی، (بعض روایتوں کے مطابق تینوں ساتھی) بٹالہ کے قریب پہنچے تو وہاں پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے شاگردوں نے آ لیا۔ ان سے قادیان کا راستہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے قادیان جانے کی وجہ پوچھی۔ مقصد معلوم ہونے پر ان کے شاگردوں نے قادیان جانے سے منع کیا اور کہا کہ جس شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہوا ہے وہ تو نعوذ باللہ جھوٹا ہے کیونکہ اس نے ایک نہیں سات دعوے کئے ہوئے ہیں۔ تم کس کس دعوے پر ایمان لاؤ گے۔ لہٰذا یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ یہ سن کر شیخ امیر الدین صاحب نے جواب دیا (پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن جواب بڑا دیا۔ کہنے لگے) کہ اگر اس نے سات مختلف دعوے کئے ہیں تو بھی وہ سچا ہے۔ اس نے تو ابھی اور بھی دعوے کرنے ہیں۔ اور دلیل انہوں نے اپنے مطابق یہ دی کہ مثلاً یہاں پر تم سب سات آدمی ہو اور مَیں اکیلا ہوں۔ تم سب میرے ساتھ مقابلہ کرو اور کشتی کرو۔ اگر میں تم سب کو پچھاڑ دوں تو پھر میں ایک ہوا یا سات۔ یعنی سات پر بھاری ہوگیا اور فرمایا کہ امام الزماں نے تو ساری دنیا کے مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے ان کے اور بھی دعوے ہوں

گے۔اس پر وہ سب لاجواب ہو گئے اور کہا میاں تم اپنی راہ لو لیکن راستہ پھر بھی نہیں بتایا۔

کہتے ہیں تھوڑی دور آگے ہم گئے۔کسی سکھ کا چائے کا کھوکھا تھا۔اس سکھ نے چائے وغیرہ بنادی۔بسکٹ وغیرہ پیش کئے۔شیخ صاحب نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ اور رویّہ سکھ سے بیان کیا جس پر اس نے افسوس کا اظہار کیا۔سکھ نے کہا کہ میں تمہیں راستہ بتاتا ہوں۔ آپ ضرور قادیان جائیں۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔(حضرت مسیح موعود کے بارے میں فرمایا) پھر کہنے لگا کہ ہم مرزا صاحب کو جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ سکھ دُور تک ساتھ گیا اور راستے پر چھوڑا جو سیدھا قادیان جاتا تھا۔اس وقت قادیان کا کوئی پختہ راستہ نہیں تھا۔جب یہ دونوں ساتھی قادیان پہنچے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔مجلس لگی تھی۔چند غیر از جماعت علماء اور گدی نشین اس مجلس میں بیٹھے تھے جن سے حضرت اقدس مکالمہ مخاطبہ فرما رہے تھے اور ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ تحریر میں بھی مصروف تھے۔یہ بھی ایک نشان تھا کہ آپ ایک طرف تحریر فرما رہے تھے اور قلم چل رہا تھا جیسے کوئی غیب سے مضمون دل میں اتر رہا ہے اور دوسری طرف مجلس میں بیٹھے لوگوں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔قلم میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی تھی۔

ان ساتھیوں کا تعارف حضور سے کروایا گیا۔شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہم لالیاں سے آئے ہیں۔ حضور نے پوچھا کہ لالیاں کہاں ہے؟(اکثر لوگ تو جانتے ہوں گے۔جو نہیں جانتے ان کی اطلاع کے لئے بتادوں کہ لالیاں ربوہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر اب ایک قصبہ بلکہ شہر بن چکا ہے۔بہرحال یہ اس زمانے میں یہاں سے گئے تھے) اس وقت مجلس میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے جن کا تعلق بھیرہ سے تھا۔اس لئے لالیاں کے بارے میں وہ جانتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا حضور! لالیاں کڑانہ اور لک بار کے پاس ہے۔جس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں ہاں وہ لک اور لالی۔(کیونکہ لالی کا شعر سن چکے تھے۔شاید اس لئے علم میں ہو) حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ ہمارے پڑوسی ہیں۔چونکہ شیخ صاحب اور صاحب دین صاحب اَن پڑھ تھے اس لئے وہ بولے ہاں حضور ہم بھی (پنجابی میں کہنے لگے) ان کے گواڈھی ہیں۔پھر سفر کے تمام حالات اور واقعات حضور کے سامنے عرض کئے۔جب حضور نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ سنا تو حضور نے فرمایا۔دیکھو یہ کیسا اَن پڑھ شخص ہے۔اس نے کیسا جواب دیا۔لاجواب کر دیا۔اس کو کس نے سکھایا۔اس کو خدا نے سکھایا۔یہ الفاظ حضور نے تین مرتبہ دہرائے۔حضور نے پھر ان کو ارشاد فرمایا کہ آپ چند دن ہمارے پاس رہیں۔تین دن تک یہ حضور کی مجلس میں رہے۔حضور کے ساتھ سیر پر بھی جاتے رہے۔وہ نشانیاں جو لالیاں کے علماء نے بتائی تھیں ان کا جائزہ بھی لیا۔اپنی آنکھوں سے ان نشانیوں کو پورا ہوتے دیکھا۔آخر کار واپسی سے پہلے مسجد میں حاضر ہو کے حضور کو حضرت نبی کریم ﷺ کا سلام (جو اپنے مہدی کو پہنچانے کی تاکید فرمائی تھی) عرض کیا اور بیعت کی درخواست کی۔اس پر حضور نے فرمایا ابھی کچھ دن اور ہمارے پاس رہیں۔یہ سن کر شیخ صاحب آبدیدہ ہو گئے اور اپنے پاؤں آگے کر کے حضور کو دکھائے اور عرض کی کہ حضور اتنی لمبی مسافت سے ہمارے پاؤں سوج گئے ہیں۔اتنی تکلیف ہم نے برداشت کی ہے اور ہم نے آپ کو سچا مہدی پایا ہے۔نہ جانے زندگی ساتھ دے یا نہ دے۔ہماری بیعت قبول فرمائیں۔چنانچہ پھر وہاں مسجد مبارک میں ان کی دستی بیعت ہوئی۔

(ماخوذ از ماہنامہ انصاراللہ ربوہ جون 1995 صفحہ 32 تا 34)

اسداللہ قریشی صاحب حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ''حضرت قاضی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ بگوش احمدیت ہونے سے قبل اہلحدیث تھے۔حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مراسم تھے۔اپنے علاقے کے امام تھے۔علاقے کے لوگوں کی دینی تعلیم اور تدریس میں مشغول تھے کہ کسوف خسوف کا نشان آسمان پر ظاہر ہوا۔آپ اس امر سے پہلے ہی آگاہ تھے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ کسوف خسوف کے عظیم الشان نشان کے ظاہر ہونے پر اپنے طلباء اور حلقہ احباب میں تذکرہ ہونے لگا۔بشیر احمد صاحب جو اُن کے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بیان میاں منگا صاحب سے سنا ہے کہ ہم قاضی صاحب سے پڑھتے تھے کہ سورج اور چاند گرہن کا نشان رمضان میں ظاہر ہوا تو قاضی صاحب نے فرمایا کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا نشان تو ظاہر ہو گیا ہے ہمیں ان کی تلاش کرنی چاہیئے۔ان ایام میں چارکوٹ کے لوگ سودا سلف کے لئے جہلم جایا کرتے تھے۔قاضی صاحب نے جہلم آنے والے احباب کے سپرد یہ کام کیا کہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کریں۔ان سے پوچھ کر آئیں کہ سورج چاند گرہن کا یہ نشان تو ظاہر ہو گیا آپ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔چنانچہ وہ لوگ حضرت مولوی صاحب سے ملے۔حضرت مولوی صاحب نے چند کتب اور ایک خط حضرت قاضی صاحب کی طرف بھیجا۔خط اور کتب کی وصولی سے قبل آپ نے رؤیا میں دیکھا۔کسی نے آپ کو تین کتابیں پڑھنے کے لئے دی ہیں۔ان میں سے پہلی کتاب پڑھنے کے لئے آپ نے کھولی تو اس کے اندر گند بھرا ہوا تھا اور بدبو آ رہی تھی۔اس پر آپ نے وہ کتاب پھینک دی۔پھر دو کتابوں کو دیکھا کہ ان سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بھجوائی ہوئی کتب کی وصولی پر آپ کا رؤیا اس طرح پورا ہو گیا کہ حضرت مولوی صاحب نے جو کتب آپ کو بھجوائیں ان میں ایک کتاب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تردید کے متعلق تھی۔آپ نے پہلے اسی کو پڑھنا شروع کیا۔جب اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق دلآزار الفاظ دیکھے تو اس کو پڑھنا ترک کر دیا اور پرے پھینک دیا اور دوسری دو کتب اور خط پڑھے تو انہیں اپنی رؤیا کے عین مطابق پایا

اور آپ کو تحقیقات کی مزید تحریک ہوئی۔ چنانچہ آپ نے تحقیقات کے لئے تین افراد پر مشتمل وفد قادیان بھجوایا اور ان تینوں نے قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اور یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے جس طرح کہ روایات میں آتا ہے اور ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ ہی ہوتا ہے کہ جب یہ وفد بٹالہ پہنچا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے انہیں بھی روک لیا۔ کچھ خاطر مدارات بھی کی اور کہا آپ لوگ خوامخواہ کئی دنوں کے پیدل سفر کی تکالیف برداشت کر کے قادیان جاتے ہیں۔ آپ چونکہ دور دراز علاقے کے رہنے والے ہیں اس لئے آپ کو علم نہیں۔ مرزا صاحب کا سارا کاروبار جھوٹا ہے۔ اس لئے آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے انہیں نہ صرف یہ کہا بلکہ واپس شہر کے کنارے تک، باہر تک چھوڑ کر گئے۔ مگر ان سے رخصت ہونے کے بعد یہ تینوں پھر بجائے واپس جانے کے قادیان پہنچ گئے اور وہاں آ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے پہلے تحریری بیعت کی اور پھر قادیان پہنچ کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جموں وکشمیر مرتبہ اسداللہ قریشی صاحب صفحہ 57 تا 59)

پھر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے دادا قاضی مولا بخش صاحب تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کے معروف اہلحدیث خطیب تھے۔ جب نشان کسوف وخسوف ظاہر ہوا تو انہوں نے ایک خطبے میں رمضان المبارک کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو بالترتیب چاند گرہن اور پھر سورج گرہن کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ امام مہدی کے ظہور کا نشان ہے۔ اب ہمیں انتظار کرنا چاہیئے کہ امام موعود کب اور کہاں سے ظاہر ہوتا ہے؟ اس خطبے کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ چنانچہ محترم قاضی صاحب کو (یعنی قاضی مولا بخش صاحب کو جو مولانا ابوالعطاء جالندھری کے دادا تھے) اگرچہ خود قبول کرنے کی صورت پیدا نہ ہوئی مگر ان کے بڑے بیٹے یعنی مولانا ابوالعطاء صاحب کے والد حضرت میاں امام الدین صاحب کو مدعی کا علم ہوا اور کچھ مطالعہ اور غور وفکر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق اور بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(ماخوذ از ماہنامہ الفرقان اکتوبر 1967 صفحہ 43۔ بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ مئی 1994ء صفحہ 84)

حضرت غلام مجتبیٰ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''1901ء میں درّثمین میری نظر سے گزری جبکہ میں ہانگ کانگ میں ملازم تھا۔ چونکہ زمانہ تقاضا کر رہا تھا کہ مصلح دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ اختلافات اس قسم کے علمائے زمانہ میں پائے جاتے تھے کہ ہر ایک عقل سلیم رکھنے والا ان اختلافات سے بیزار ہو کر مصلح کی تلاش میں تھا۔ درّثمین کے اشعار پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو زہے قسمت ورنہ اس شخص نے جھوٹ میں کمال ہی کر دیا ہے۔ (ایسی اعلیٰ کتاب ہے) اسی دوران 'ازالۂ اوہام' میری نظر سے گزرا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے یہ کتابیں ہانگ کانگ میں پہنچائیں۔ مَیں نے 'ازالۂ اوہام' کو تمام کا تمام پڑھا اور پھر میں اس طریق پر امام مسجد ہانگ کانگ سے بحث ومباحثہ کرتا رہا۔ امام مسجد ہانگ کانگ کے پاس قصیدہ نعمت اللہ ولی اللہ کا فارسی میں تھا اس کے پڑھنے سے ہمیں بہت سی مدد ملتی کہ زمانہ تو عنقریب ہے کہ مہدی کا ظہور ہو بلکہ یہی زمانہ ہے۔ نیز میرے والد صاحب مرحوم فقہی تھے جب سورج کو گرہن رمضان میں لگا اور چاند کو بھی تو میرے والد صاحب نے فرمایا کہ مہدی علیہ السلام پیدا ہو گیا ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد 7 صفحہ 116 روایت حضرت غلام مجتبیٰ صاحبؓ سکنہ رسول پور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''دو شخص جو باپ بیٹے تھے مولوی عبدالجبار کے پاس آ کر کہنے لگے کہ وہ حدیث جس میں کسوف وخسوف کا ذکر امام مہدی کے ظہور کے لئے آیا ہے صحیح ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا کیونکہ وہ اس کو اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث امام مہدی کی پیدائش کے متعلق ہے نہ کہ دعوے کی دلیل کے لئے ہے۔ باپ نے کہا مولوی صاحب! جو بات میں نے آپ سے پوچھی اس کا جواب آپ نے دے دیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ کس پر چسپاں ہوتی ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ میری ساری عمر مقدمہ جات میں گزری ہے مگر مجھے سرکار نے کبھی گواہ لانے کے لئے نہیں کہا تھا جبتک کہ میں پہلے دعویٰ نہ کرتا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے کہ ان کا دعویٰ تو پہلے سے ہی ہے اور اب یہ کسوف وخسوف ان کے دعوے کی دلیل کے طور پر ہیں۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور دونوں باپ بیٹا اپنے گاؤں چلے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد 8 صفحہ 4 روایت حضرت مولانا ابراہیم صاحب بقاپوریؓ)

اللہ تعالیٰ نے ان کو قبولیت کی توفیق دی۔ اور دلیلیں بھی اللہ تعالیٰ فوراً سکھاتا ہے۔

سیّد نذیر حسین شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ''جب سورج اور چاند کو گرہن لگا تو اس وقت میں اپنے گھر تھا۔ میرے والد صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے۔ اس بات کا بھی مجھ پر اثر ہوا''۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد 10 صفحہ 237 روایت حضرت سیّد نذیر حسین شاہ صاحبؓ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

چنانچہ قبولیت کی توفیق بھی ملی۔

سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اس مہدی اور عیسیٰ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کے لئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے''۔ (رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد 11 صفحہ 143،142 روایت حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ سکنہ سہالہ ضلع راولپنڈی)

بہرحال اللہ تعالیٰ نے پھر سارے خاندان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب فرماتے تھے کہ ''رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج گرہن لگنے کی

پیشگوئی دارقطنی وغیرہ احادیث میں بطور علامت مہدی بیان ہوئی۔ مارچ 1894ء میں پہلے چاند ماہ رمضان میں گہنایا۔ جب اسی رمضان میں سورج کو گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو دونوں بھائی اس ارادے سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ نشان دیکھیں اور کسوف کی نماز ادا کریں، ہفتے کی شام کو لاہور سے روانہ ہو کر قریباً گیارہ بجے رات بٹالہ پہنچے۔ اگلے دن علی الصبح گرہن لگنا تھا۔ (اب ان نوجوانوں کا بھی شوق دیکھیں کتنا ہے) آندھی چل رہی تھی بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹّی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ (بٹالہ سے قادیان پیدل جا رہے تھے۔) قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے۔ اور راستہ صرف بجلی کے چمکنے سے نظر آتا تھا۔ ساتھ آپ کے اہل وطن دوست مولوی عبدالعلی صاحب بھی تھے۔ (کُل تین آدمی تھے) سب نے ارادہ کیا کہ خواہ کچھ بھی ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ (احمدیت تو قبول کر چکے تھے۔ نماز کسوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ادا کرنا چاہتے تھے) چنانچہ تینوں نے راستے میں کھڑے ہو کر نہایت تضرّع سے دعا کی کہ اے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ تیرے مسیح کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کر رہے ہیں۔ سردی ہے۔ تُو ہی ہم پر رحم فرما۔ ہمارے لئے راستہ آسان کر دے اور اس باد مخالف کو (یعنی جو الٹی ہوا چل رہی تھی اس کو) دُور کر۔ (کہتے ہیں کہ) ابھی آخری لفظ دعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رُخ بدلا اور بجائے سامنے کے پُشت کی طرف سے چلنے لگی اور ممد سفر بن گئی۔ (یعنی پیچھے سے اتنی تیز چل رہی تھی کہ ان کا سفر آسان ہو گیا۔ قدم بڑے ہلکے اٹھنے لگے) ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہوئی۔ نہر کے (پانی کے) پاس ایک کوٹھا تھا اس میں داخل ہو گئے۔ ان ایام میں گورداسپور کے ضلع کے اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اوپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو ستارے نکلے ہوئے تھے آسمان صاف تھا اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر روانہ ہوئے اور سحری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستر خوان پر کھائی۔ (رمضان کا مہینہ تھا ناں یہ) صبح حضرت اقدس کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی جو کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مسجد مبارک کی چھت پر پڑھائی۔ قریباً تین گھنٹے یہ نماز وغیرہ جاری رہی۔ (نماز خطبہ وغیرہ) کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی (یعنی سورج کا حلقہ سا شروع ہوا تھا) کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ آپ نے اس شیشے میں سے دیکھا تو نہایت ہی خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی یعنی ابھی ہلکا سا گرہن لگنا شروع ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا ہے مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا اور اس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا۔ حضور علیہ السلام نے کئی بار اس کا ذکر کیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی سورج پہ جو سیاہی تھی، گرہن تھا وہ بڑھنا شروع ہوا حتی کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہو گیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے تھوڑا ہلکا سا غم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے خوشی دکھائی''۔ (ماخوذ از اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 92 تا 94 روایت حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ''1894ء میں جب سورج گرہن اور چاند گرہن ہوا اس وقت میں لاہور میں مولوی حافظ عبدالمنان صاحب سے ترمذی شریف پڑھتا تھا۔ علماء کی پریشانی اور گھبراہٹ نے میرے دل پر اثر کیا۔ گو علماء لوگوں کو طفل تسلیاں دے رہے تھے مگر دل میں سخت خائف تھے کہ اس سچے نشان کی وجہ سے لوگوں کا بڑی تیزی سے حضرت اقدس کی طرف رجوع ہو گا۔ ان دنوں حافظ محمد صاحب لکھو کے والے پتھری کا آپریشن کروانے کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے جب عوام نے دریافت کیا کہ یہ نشان آپ نے اپنی کتاب 'احوال الآخرۃ' میں واضح طور پر لکھا ہے اور مدّعی حضرت مرزا صاحب بھی موجود ہیں اور اس نشان کو اپنا مؤید قرار دے رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا مسلک اختیار فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بیمار اور سخت کمزور ہوں۔ صحت کی درستی کے بعد کچھ کہہ سکوں گا۔ البتہ اپنے لڑکے عبدالرحمن محی الدین کو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے روکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راز عجیب ہوتے ہیں۔ لیکن (بہرحال) وہ زندہ نہ رہ سکے اور جلد ہی راہیٔ ملک عدم ہو گئے۔ (یہ لکھنے والے کہتے ہیں) ان باتوں سے گو میرا دل حضرت اقدس کی سچائی کے بارے میں مطمئن ہو چکا تھا لیکن علم حدیث کی تکمیل کی خاطر امرتسر چلا گیا اور وہاں دو تین سال رہ کر دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کر کے میں دارالامان میں حاضر ہو کر حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوا''۔ (ماخوذ از اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 178 روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ)

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی بیان فرماتے ہیں کہ ''1894ء کے رمضان المبارک میں مہدی آخرالزمان کے ظہور کی مشہور علامت کسوف و خسوف پوری ہو گئی۔ وہ نظارہ آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے سنائی دیتے ہیں جو ہمارے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب نے اس علامت کے پورا ہونے پر مدرسے کے کمرے کے اندر ساری جماعت کے سامنے (یعنی کلاس کے سامنے) کہے تھے کہ مہدی آخرالزمان کی اب تلاش کرنی چاہیے۔ وہ ضرور کسی غار میں پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ظہور کی بڑی علامت آج پوری ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں مَیں بھی جماعت میں موجود تھا۔ وہ کمرہ، وہ مقام اور لڑکوں کا حلقہ اب تک میری نظروں کے سامنے ہے۔ وہ کرسی جس پر بیٹھے ہوئے مولانا نے یہ الفاظ کہے تھے، وہ میز جس پر ہاتھ مار کر لڑکوں کو یہ خبر سنائی تھی خدا کے حضور

ضرور اس بات کی شہادت دیں گے کہ مولوی صاحب موصوف پر اتمام حجت ہو چکی۔ باوجود اس نشان کا اعلان کرنے کے خود قبول مہدی آخرالزماں سے محروم ہی چلے گئے۔ (بھائی عبدالرحمن صاحب یہ کہتے ہیں کہ) 'مہدی آخرالزمان' میرے کان ابھی تک اس نام سے ناآشنا تھے۔ ان کا ''کسی غار میں پیدا ہونا''، ''ان کے ظہور کی بڑی علامت''، یہ الفاظ میرے واسطے اور بھی اچنبھا تھے۔ میں مڈل میں تعلیم پاتا تھا۔ طبیعت میں ٹوہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ استاد سے بوجہ حجاب اور ادب نہ پوچھ سکا۔ آخر ہم جماعتوں سے (اپنے کلاس فیلوز سے) اس معمّے کا حل چاہا جنہوں نے اپنے مروّجہ عقیدہ اور خیال کے مطابق سارا قصہ کہہ سنایا۔ میرے دل میں جو تأثرات ان قصوں کو سن کر پیدا ہوئے اور جنہوں نے میری روحانیت میں اور اضافہ کیا وہ یہ تھے۔ (آٹھویں کلاس کے طالبعلم کا ذہن دیکھیں کتنا زرخیز ہے۔ فرمایا کہ) نمبر ایک یہ کہ تیرہ سو سال قبل ایک واقعہ کی خبر دینا جو دوست دشمن میں مشہور ہو چکی ہو اور پھر اس کا عین وقت کے مطابق پورا ہو جانا۔

دوسری بات یہ ذہن میں آئی کہ وہ واقعہ انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ آسمان پر ہوا جہاں انسان کی پہنچ نہیں اور نہ ہی انسان کا کسی قسم کا اس میں دخل ہے۔

تیسری بات یہ آئی کہ مہدی آخرالزمان کی شخصیت، اس کا کفر کو مٹانا، اسلام کو بڑھانا اور اسلامی لشکر تیار کر کے کافروں کو تلوار کے گھاٹ اتارنا اور مسلمانوں کی فتوحات کے خیالات۔

چوتھی بات یہ کہ دعا اور اس کی حقیقت۔ خدا کا بندوں کی دعاؤں کو سننا اور قبول کرنا کیونکہ اولیائے امت محمدیہ مہدی آخرالزمان کے لئے دعائیں کرتے رہے ہیں۔ آخر وہ قبول ہوئیں۔ پانچویں یہ کہ یہ باتیں اسلام کی صداقت کی واضح اور بیّن دلیل ہیں اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا کو پیارا اور خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

کہتے ہیں یہ پنجگانہ امور اپنی مجمل سی کیفیت کے ساتھ میرے دل پر اثرانداز ہوئے اور اس واقعہ نے میرے ایمان میں ترقی و تازگی اور روحانیت میں اضافہ کر دیا اور میں بھی مہدی آخرالزمان کو پانے کے لئے بیتاب ہونے لگا جس کے حصول کے لئے مجھے دعاؤں کی عادت ہوگئی۔ میں راتوں کو بھی جاگتا اور دن میں بھی بیقرار رہتا اور مہدی آخرالزمان کی تلاش کا خیال بعض اوقات ایسا غلبہ پاتا کہ باوجود کم سنی کے، چھوٹی عمر کے مَیں دیوانہ وار ان بھیانک کھنڈرات میں نکل جایا کرتا اور پکار پکار کر اور بعض اوقات رو رو کر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اس مقدس وجود کے پانے کے لئے التجائیں کیا کرتا تھا''۔ (ماخوذ از اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 11 تا 13 روایت حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ)۔ آخر اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کو قبول کیا اور قبولیت کی توفیق پائی۔ ابھی اَور بھی واقعات ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی جن کا نام حضرت شیخ نصیرالدین صاحب ہے 1858ء میں مکندپور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ایک خواب کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے لیکن سکون قلب حاصل نہ تھا۔ مسجدوں میں علماء سے ''احوال آخرت'' پیشگوئیوں کی مشہور کتاب سنتے تو دل گواہی دیتا کہ آنے والے کا وقت تو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن امام مہدی کا ظہور کیوں نہیں ہو رہا۔ اسی طرح ایک دن ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب بڑی پریشانی کے عالم میں اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر سورج اور چاند گرہن کا ذکر کر کر کے کہہ رہے تھے کہ اب تو لوگوں نے مرزا صاحب کو مان لینا ہے کیونکہ پیشگوئی کے مطابق گرہن تو لگ چکا ہے۔ آپ کے (یعنی مولوی شیخ نصیرالدین صاحب کے) کان میں یہ آواز پڑی تو پریشانی اور بڑھی کہ مولوی صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر پیشگوئی پوری ہو گئی ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ چنانچہ آپ نے بڑی آہ وزاری سے دعائیں شروع کر دیں کہ مولیٰ کریم تُو ہی میری رہنمائی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی بلا آپ پر حملہ کرتی ہے لیکن آپ نے بندوق سے اس پر فائر کیا اور وہ دھوئیں کی طرح غائب ہوگئی۔ پھر آپ ایک اونچی جگہ مسجد میں نماز باجماعت میں شامل ہو گئے۔ یہ خواب آپ نے ایک مولوی صاحب سے بیان کی۔ اس نے تعبیر بتائی کہ آپ اپنے شیطان پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور ایک صالح جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ اسی دوران آپ نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے بارے میں سنا اور قادیان پہنچ کر اپنے خواب کی طرح صورتحال دیکھ کر بلاچون وچرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی۔ اس طرح سورج چاند گرہن کی پیشگوئی (اور مولوی کی وہ باتیں) آپ کی رہنمائی کے لئے اہم محرّک ثابت ہوئیں''۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت ضلع راولپنڈی۔ مرتبہ خواجہ منظور صادق صاحب صفحہ 163، 164)

اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی اور آجکل کے جو مسلمان ہیں ان کو بھی عقل دے اور بجائے زمانے کے امام کی مخالفت کرنے کے آپ کو ان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

پیغام دے رہے ہیں یہ شمس و قمر تجھے!

دائم فریب دیتی ہے تیری نظر تجھے
مل جائے کاش چشم حقیقت نگر تجھے

ساری نشانیاں تری آنکھوں نے دیکھ لیں
اہلِ نشان ہے کہ نہ آیا نظر تجھے

آنا تھا جس نے وہ تو کبھی کا ہے آ چکا
پیغام دے رہے ہیں یہ شمس و قمر تجھے

دامانِ حق بگیر و غنیمت شمار عمر
جانا ہے ایک دن یہ جہاں چھوڑ کر تجھے

اِک لحظہ غور اس پہ بھی اے صاحبِ خرد
کچھ کہہ گیا ہے شاعرِ آشفتہ سر تجھے

(ڈاکٹر محمود الحسن ایمن آبادی)

مرتّبہ: اویس احمد باجوہ، مربی سلسلہ

نورالحق حصہ دوم

الحصۃ الثانی من نور الحق
نور الحق کا دوسرا حصہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ایۃ الخسوف والکسوف من ایات اللہ الرحیم الرؤف
خوف اور کسوف کا نشان خدا رحیم کے نشانوں میں سے
الحمد للہ المحسن المنان جالی الاحزان والصلوۃ والسلام علی رسولہ
امام الانس والجان طیب الجنان الفائز الی الجنان والسلام علی
اصحابہ الذین سعوا الی عیون الایمان کالظمان ونوروا فی وقت تروق
اللیالی بسیری اکمال العمل وتکمیل العرفان۔ والہ الذین ہم شجرۃ
النبوۃ کالاغصان ولشامۃ النبی کالریحان۔ امّا بعد فاعلموا
یمعشر الاخوان وصفوۃ الخلان ان ایام اللہ قد قربت وکلمۃ اللہ

زیرِنظر کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت سعید احمد عارف صاحب مربی سلسلہ کے حصّہ آئی، فجزاہم اللہ

نورالحق حصہ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصنیف ہے جو آپ نے مئی 1894ء میں تصنیف فرمائی۔ حصّہ اوّل کے آخر میں نہایت عاجزانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ سے مدد کے لئے ایک لمبی دعا کی۔

''اے خدا!... کیا میں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہوگئی..... فَافْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔ اے خدا تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما..... اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لئے آ۔ میں کمزوروں اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا اور قوم نے مجھے دھتکار دیا اور مورد ملامت بنایا۔ پس تو میری ایسی نصرت فرما جیسی تو نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن فرمائی''۔

(نورالحق حصہ اوّل۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 184)

اس دعا پر بمشکل ایک ماہ گزرا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور سورج چاند کا گرہن جس کی احادیثِ نبویہ میں خبر دی گئی تھی کہ سچّے مہدی کے ظہور کی یہ علامت ہوگی کہ ماہ رمضان میں تیرھویں رات کو اس کے پہلے حصّہ میں چاند گرہن اور 28/ رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ نیز قرآنِ مجید کی آیت وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ میں بھی اسی گرہن کی طرف اشارہ تھا۔ اسی طرح انجیل متی اور یوئیل نبی کی اور صلحائے امت محمدیہ کی کتب میں بھی اس کا تذکرہ پایا جاتا تھا۔ چنانچہ 20/ مارچ 1894ء کو چاند گرہن اور 6/اپریل 1894ء کو سورج گرہن ہوا۔ جیسا کہ آپ نے دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نصرت نازل فرمائی اور آپ کی صداقت پر چاند اور سورج کو دو آسمانی شاہد بنا دیا اور اس نشان کا ظہور بالکل یوم بدر کے نشان کی طرح ہوا جسے قرآن مجید میں یوم الفرقان کا نام دیا گیا ہے۔

یہ چاند اور سورج کا گرہن جسے ہزار سال سے صادق مہدی کی شناخت کا معیار قرار دیا جاتا تھا جب ظاہر ہوا تو جہاں سعید فطرت لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی وہاں متعصب مولویوں نے ہدایت حاصل کرنے کی بجائے ازراہِ تعصّب قسم قسم کے اعتراضات شروع کر دیے۔ کبھی حدیث کو ضعیف اور مجروح قرار دیا اور کبھی اس کے راویوں پر اعتراض کیا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نورالحق حصّہ دوم تحریر فرمایا جس میں آپ نے اس نشان کا ایک بے نظیر نشان ہونا ثابت کیا اور علماء کے ان تمام اعتراضات کے جوابات معقول اور مدلل طریق سے تحریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث متعلقہ خسوف و کسوف ایک نہایت عظیم الشان غیبی خبر پر مشتمل ہے۔ پہلے زمانوں میں کسی مدعی مہدویت یا ماموریت کے لیے ایسا خسوف اور کسوف کبھی بھی بطور نشان ظاہر نہیں ہوا۔ نیز میں ایسے شخص کو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا جو یہ ثابت کر دے گا کہ ماہ رمضان کی انہی تاریخوں میں جو حدیث میں مذکور ہیں کسی مدعی مہدویت اور ماموریت کے لیے خلق آدم سے لے کر آج تک کبھی ایسا خسوف کسوف ہوا ہے۔ نیز آپ نے اس شخص کے لیے بھی ایک ہزار روپیہ انعام مقرر فرمایا جو کتب لغت اور اشعار عرب وغیرہ سے یہ ثابت کرے کہ پہلی تاریخ کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے۔ مگر مقابل پر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اس رسالہ کے ٹائیٹل پر زیرِعنوان ''تنبیہہ'' یہ بھی تحریر فرمایا:

''یہ کتاب مع پہلے حصے اس کے پادری عماد الدین اور شیخ محمد حسین بطالوی صاحب اشاعۃ السنۃ اور ان کے انصار و اعوان کی حقیقت علمیہ ظاہر کرنے کے لئے تیار ہوئی ہے جس کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ انعام کا اشتہار ہے۔ اگر چاہیں تو روپیہ پہلے جمع کرالیں۔ اور اگر بالمقابل کتاب لکھنے کے لئے تیار ہوں اور انعامی روپیہ جمع کرانا چاہیں تو ایسی درخواست کی میعاد اخیر جون 1894ء تک ہے۔ بعد اس کے سمجھا جائے گا کہ بھاگ گئے اور کوئی درخواست منظور نہیں ہوگی''۔

(ٹائیٹل پیج۔ نورالحق حصہ دوم روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 187)

تاہم کسی بھی مخالف کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ دَرحقیقت عالم نہیں بلکہ عربی زبان سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔

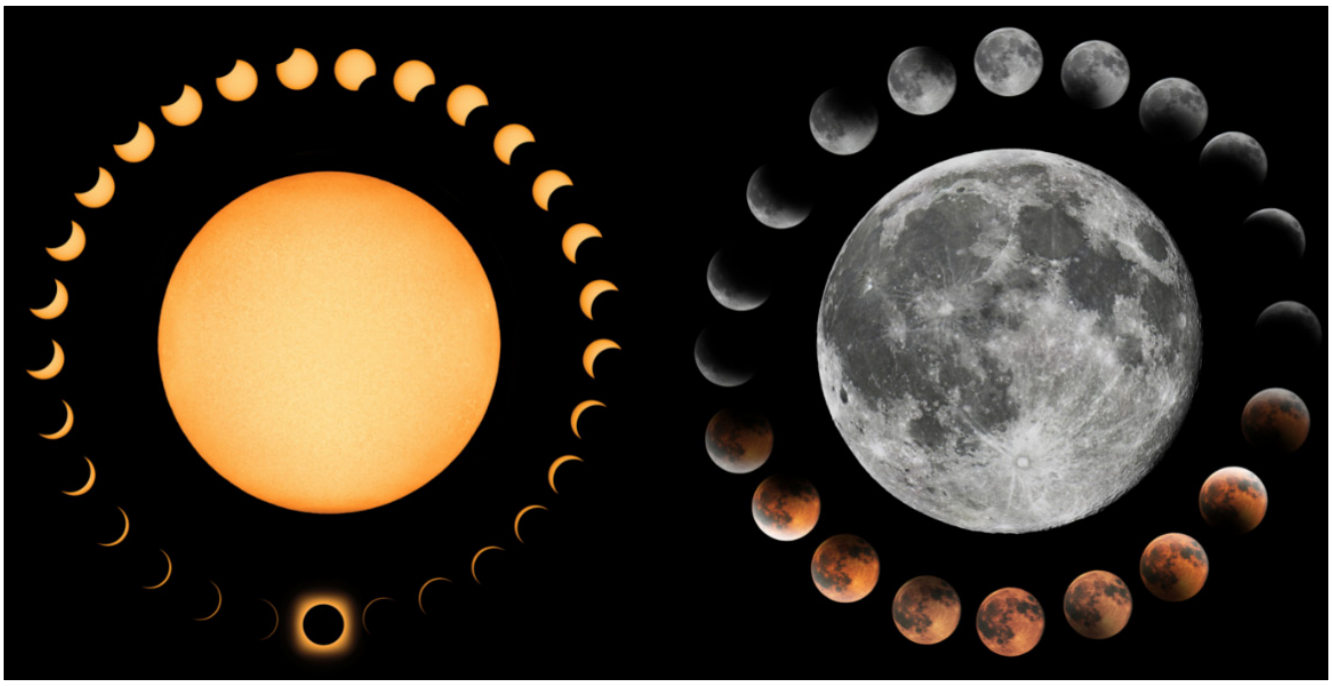

''چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار''

تاریخِ عالَم کا منفرد گرہن

(مکرم ولید احمد صاحب۔ متخصّص تاریخ و سیرت جامعہ احمدیہ جرمنی)

اگر کبھی چاند اپنی گردش کے دوران زمین اور سورج کے درمیان حائل ہو جائے تو زمین تک سورج کی روشنی نہیں پہنچ پاتی۔ ایسے میں کہا جاتا ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے اور اسی طرح اگر زمین دوران گردش چاند اور سورج کے درمیان میں آجائے تو چاند تاریک ہو جاتا ہے اور ہم اسے چاند گرہن کے نام سے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام اس طرح سے چلا رکھا ہے کہ یہ حالت زیادہ دیر تک جاری نہیں رہتی بلکہ کچھ وقت تک نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد چاند کی روشنی بھی واپس لوٹ آتی ہے اور سورج بھی مکمل طور پر اپنی روشنی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ کچھ یہی حال سچے مذاہب کا بھی ہوا کرتا ہے کہ جہاں ایک طرف مخالفین پوری کوشش کرتے ہیں کہ وہ الٰہی نور کو مٹانے اور دبانے میں کامیاب ہو جائیں، وہیں دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت ہمیشہ ایسے اسباب پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ کبھی بھی اپنی ان کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور اگر کبھی کسی وجہ سے ایسا نظر بھی آئے کہ وہ الٰہی نور اور انسانی آنکھوں کے درمیان حائل ہو گئے ہیں تو یہ حالت بھی عارضی ہوا کرتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں، فرستادوں، مجددین اور مامورین کے ذریعے سے دور کر دیا کرتا ہے اور آسمانی نور پھر سے اپنی چمک دکھلاتا ہے اور سچائی کی فتح ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا دین ہی بالآخر دنیا پر غالب آیا کرتا ہے۔

یہ مضمون سمجھانے کے لئے سورج چاند گرہن کا سلسلہ یوں تو ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا لیکن تاریخ مذاہب میں اس مثال کو ایک عظیم الشان نشان کے طور پر استعمال کرنے کا وعدہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے دے رکھا تھا اور یہ بتایا تھا کہ جب دنیا اسلام کے نور سے دور چلی جائے گی اور ایمان ثریا پر پہنچ جائے گا تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مسیح اور مہدی کو دنیا میں بھیجا جائے گا جو اس آسمانی نور کو دوبارہ واپس دنیا میں قائم کر کے دکھائیں گے اور ان کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند کو گرہن بھی لگے گا اور یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہو گا جو اس سے پہلے کبھی کسی مامور من اللہ کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں کیا گیا اور پھر جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ اس پیش گوئی کو پورا کر کے آپؑ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ماموریت کوئی معمولی بات نہیں تھی اس دعوے نے عیسائیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک طرف تو

مُراسلات

مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا

پنجاب کے معروف اخبار پیسہ کا تراشہ جو حضرت مہدی زمانؑ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے

وہ لوگ تھے جو آپ کی سچائی کے نشانات دیکھ کر آپ پر ایمان لے آئے تھے اور دوسری جانب وہ لوگ بھی تھے جو بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کو سمجھنے سے قاصر تھے اور اپنے ذہنوں پر لگے ہوئے اس گرہن کو دور نہیں کر پا رہے تھے ان کے دماغوں کو تاریک کئے ہوئے تھا۔عوام الناس اپنے علمائے ظاہر کی طرف دیکھ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ کے اس سچے فرستادہ کے خلاف صف آراء ہو چکے تھے۔ ہر مامور کی طرح آپ پر بھی مختلف قسم کے الزامات لگائے جانے لگے، بدکلامی کا ایک سلسلہ شروع کر دیا گیا اور بالآخر آپ پر کفر کا فتویٰ لگا کر آپ کو دائرہ اسلام سے ہی خارج قرار دے دیا گیا۔ گویا دنیادار علماء نے مذہب کو بھی کھیل کا میدان بنا لیا۔ دوسری جانب مسیحی پادری بھی پورے زور سے میدان میں اترے اور ان کے ارادے تو مزید خطرناک تھے۔ وہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنا چاہتے تھے، بلکہ ان کا اصل مقصد تو اسلام کو شکست دینا اور ایک انسان کو خدا کا بیٹا ثابت کر کے دنیا بھر کے لوگوں کو اس کی خدائی پر ایمان لانے کی تبلیغ کرنا تھا۔ ان عیسائی پادریوں کے ساتھ آپؑ کے مباحثے کوئی عام بحث و مباحثے نہیں تھے، بلکہ یہ اس دور کے اعتبار سے اسلام کے خلاف ایک کھلی جنگ کا اعلان تھا۔ چنانچہ 1893ء میں پادری عبداللہ آتھم کے ساتھ ہونے والے مشہور مباحثہ کا مواد شائع ہوا تو اس کا عنوان ہی جنگِ مقدّس رکھا گیا۔

اس حالت جنگ کے دوران 1894ء کے سال میں رمضان المبارک مارچ، اپریل کے مہینے میں آیا اور پیش گوئی کے عین مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے خسوف و کسوف یعنی چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ یہ نشان پہلے مشرقی کرہ کے ممالک میں دیکھا گیا جبکہ اگلے سال ماہِ رمضان ہی میں یہ دونوں گرہن پھر واقع ہوئے اور اس مرتبہ دنیا کے مغربی حصہ میں ان نشانات کا ظہور ہوا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور انذاری نشانوں کے لئے ضروری ہے کہ اوّل کسی قسم کی معصیت زمین کے باشندوں سے صادر ہو۔ سو اس خسوف کے پہلے جو معصیت ظہور میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ علماء نے اس عاجز کی تکفیر اور تکذیب نہایت اصرار سے کی اور ان کے دل کسوف خسوف کے رنگ میں ہو گئے۔ پس چونکہ آسمان زمین کے واقعات کے لئے آئینہ عکس نما کا حکم رکھتا ہے اس لئے یہ کسوف خسوف عکس کے طور پر آسمان پر ہو گیا۔ ہمیشہ کسوف خسوف زمینی لوگوں کی ظلمانی حالت کا شاہد ہوتا ہے۔ مگر دونوں گرہن کا رمضان میں جمع ہونا علماء کی تکذیب اور تکفیر اور دلی تاریکی کی ایک تصویر دکھلائی گئی۔ حق یہی ہے اگر چاہو تو قبول کرو''۔

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 336)

پہلی مقدّس کتب میں پیشگوئی

آخری زمانہ کے حالات و واقعات کا ذکر تقریباً ہر مذہب کی مقدّس کتب میں موجود ہے۔ وہ گھڑی جس میں ایک مصلح کے آنے کی پیشگوئی تھی، جس کے ظہور پر حق و باطل کے درمیان آخری معرکہ آرائی ہونی تھی، اس نجات دہندہ کی صداقت کے لئے زمین و آسمان پر مختلف قسم کے نشانات کے ظہور کے حوالہ سے دنیا کو پہلے سے ہی باخبر کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ ان کتب میں آخری وقت کی نسبت دیگر آثارِ قیامت کے ساتھ ساتھ دو خاص نشانات خسوف و کسوف کی طرف بھی اشارہ کیا گیا۔

عہد نامہ قدیم میں یوئیل نبی کی پیشگوئی درج ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آخری دور کے حوالہ سے اپنے ماننے والوں کو خبر دی اور فرمایا کہ اس وقت زمین اور آسمان میں مختلف قسم کے عجائبات ظاہر ہوں گے۔ بڑی خوفناک حالت ہو گی، قتل و غارت عام ہو جائے گا۔ سورج تاریک اور چاند خون آمیز ہو جائے گا (یوئیل باب 2 آیات 30،31) یعنی چاند گرہن لگ جائے گا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو وہ خون کی طرح سرخی مائل ہو جاتا ہے۔ اور اگلے باب میں بیان کیا کہ

''خداوند کا دن انفصال کی وادی میں آ پہنچا سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے اور ستاروں کا چمکنا بند ہو جائے گا''۔ (یوئیل باب 3 آیت 15)

اسی طرح عہد نامہ جدید میں حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کے حوالے سے یہ ذکر ملتا ہے کہ

''سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے اور جو قوتیں آسمان میں ہیں وہ ہلائی جائیں گی۔ اور اس وقت لوگ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے''۔ (مرقس باب 13 آیات 24 تا 27)

ہندوؤں میں بھی اس اہم واقعہ کی پیش خبری موجود تھی۔ چنانچہ شری کرشن جی کی بعثت ثانی کی علامت مہاتما سورداس جی اپنے ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اس دور میں چاند اور سورج کو راہو پکڑ کر کھالے گا یعنی

ماہتاب و آفتاب کو گرہن لگے گا۔ اور ہر طرف موت ہی موت ہوگی۔ ایسے وقت میں شری کرشن جی دوبارہ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیے جائیں گے۔ (سورساگر مجموعہ کلام مہاتما سورداس جی منقول از چیتاونی صفحہ 102، 103) (الفضل 20 اپریل 2023ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''جو علامتیں اس میں بتائی گئی ہیں پہلی کتب میں بھی انہی علامتوں کے ساتھ مسیح کی آمد ثانی کی خبر دی گئی ہے چنانچہ انجیل میں آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد کی نشانیوں میں سے ایک یہ علامت بھی بتائی ہے کہ اس وقت سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا''۔

(انوار العلوم جلد 7 صفحہ 419)

قرآن و حدیث میں پیشگوئی

ام الکتاب پر نظر ڈالتے ہیں تو ان نشانات کا ذکر سورۃ القیامۃ کی ابتدائی آیتوں میں یوں ملتا ہے:

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ۔ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۔ وَخَسَفَ الْقَمَرُ۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ (القیامۃ:10-7)

وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی اور چاند گہنا جائے گا اور سورج اور چاند اکٹھے کیے جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآنِ شریف میں آخری زمانہ کی نسبت ایک یہ بھی پیشگوئی تھی کہ جب آخری زمانہ میں دوسرے آثار قیامت ظاہر ہوں گے اسی زمانہ میں ایک خاص وضع کا کسوف خسوف بھی ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یعنی سورج اور چاند جمع کئے جائیں گے۔ یہ آیت سورۃ قیامت کی ابتدائی سطروں میں ہے اور اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ قیامت رکھا گیا ہے اور یہ کسوف خسوف آثار قیامت میں سے ٹھہرایا گیا''۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 321 حاشیہ)

ان نشانات کی مزید وضاحت پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بیان فرمائی۔

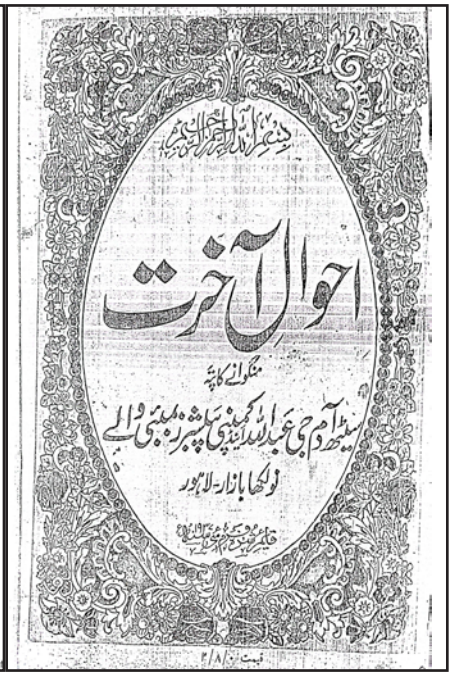

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو ان نشانات کے وقوع ہونے کا عین وقت بھی بتا دیا۔ چنانچہ روایت یوں ہے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، يَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ۔ (سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف حدیث نمبر 1795 مصنف علی بن عمر وفات 385ھ)

حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ ہمارے مہدی کے لیے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے ہیں (کسی بھی مامور کی تصدیق کے لئے) یہ کبھی ظہور میں نہیں آئے یعنی یہ کہ چاند کو ماہ رمضان میں (گرہن کی تاریخوں میں سے) پہلی تاریخ کو اور سورج کو (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیان والے دن گرہن ہوگا۔ اور جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یہ دونشان کبھی (کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے) ظاہر نہیں ہوئے۔

یہ یاد رہے کہ قمری دنوں کے حساب سے چاند کو ہمیشہ 13، 14 یا 15 تاریخوں میں اور سورج کو ماہ کے آخر یعنی 27، 28 یا 29 تاریخوں میں ہی گرہن لگا کرتا ہے۔ پس جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند گرہن کا ذکر رمضان کی پہلی تاریخ میں کرتے ہیں اس سے مراد چاند کی گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی 13 رمضان ہے اور اسی طرح سورج گرہن کو درمیانے دن لگنے سے مراد سورج گرہن کی تاریخوں میں درمیانہ دن یعنی 28 رمضان ہے۔

نشانات کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور 1890 میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے جہاں آپ پر دیگر اعتراضات کی بوچھاڑ کی وہیں خسوف کسوف کے نشان کے بارہ میں بھی آپ سے سوال کرنے لگے۔ ان سوالات اور تکفیر پر آپؑ نہایت عاجزی اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ یہ درد بھری دعا آپؑ نے اپنی تصنیف نور الحق حصہ اوّل میں شائع کی، جس میں آپؑ نے واضح طور پر اپنے مخالفین پر فتح حاصل کرنے کی دعا کی اور یہ بھی دعا کی کہ اے اللہ میری تائید میں آسمان سے مدد نازل فرما جیسا کہ تو نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدر کے دن نصرت فرمائی تھی۔ ابھی اس کتاب کو شائع ہوئے بمشکل ایک ماہ ہی گزرا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرمائی اور رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن کے نشانات احادیث نبویہ کے عین مطابق ظاہر ہوئے۔ سو وہ مشہور و معروف پیشگوئی جس کی اشاعت مختلف زمانوں میں ہوتی رہی سال 1894ء میں پوری ہوئی۔ سب سے پہلے 13 رمضان المبارک بمطابق 21 مارچ 1894ء کو چاند کو گرہن لگا اور پھر

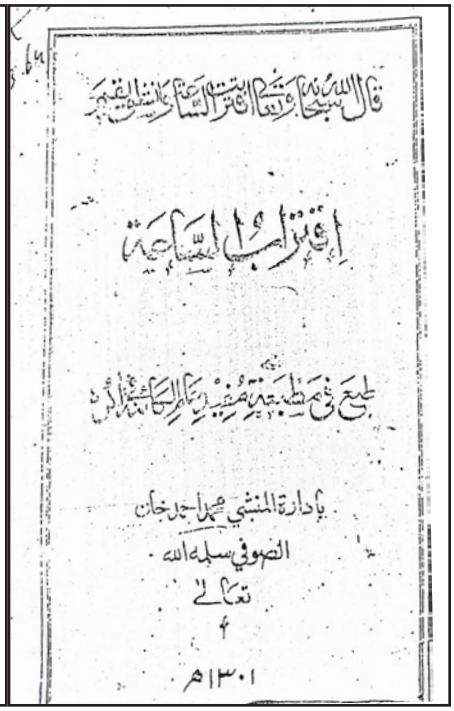
قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر

اقتراب الساعۃ

طبع فی مطبعۃ صفیر سیالکوٹ

بادارۃ المنتبی محمد اجمل خان

الصوفی سلمہ اللہ

تعالیٰ

۱۳۰۱ھ

وجہ الارض فیقاتلونہم فیہزمہم فینطلق الی مکۃ فیبشرہ فیقول الہم ہذا المہدی الذی تخبرون فجاءہ یریدہ فیقول جاء وفی روایۃ لا یلفت منہم الا بشیر وبید بشیر الی المہدی ونہ یرالی السفیانی وہما رجلان من کلب مع ان فی روایتین روایتین یوان ہے کہ یہ دونوں آدمی ہلاک کئے ہوئے ہونگے پر امی آوے گا وہ کیونکر ہو سکے گا ایک روایت میں یوں آیا ہے فیبعث بعثا الیہم فیہزمہم وہو ہزیمۃ جیش الی ان اتوہ وبیشرون الی رأسہم کما یبشرون الی امامہم وہو الحق فالمہم ہلکۃ یہ روایت اگر ثابت ہو گی تو ہمیں جابت تحمل وتعسف کی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لشکر کا دو بار ہو ایک بار اسطرح دوسری بار اسطرح اسی کے قریب ہے یہ بات کہ مہدی ایک لشکر بھیجے لشکر سفیانی سے روانہ کریگا یہ امیر ہوگا مدینہ پر طرف سے سفیانی کے اسکے اسکی طرف بھی یہ نسبت کی گئی ۸ رمضان ہیں سورج چاند کو گہن لگنا یہ روایت امام محمد بن علی باقر سے ہے انہوں نے کہا ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں کہ جب سے خدا نے آسمان زمین کو پیدا کیا ہے آج تک نہیں ہوئیں ایک یہ کہ پہلی رات رمضان کو کسوف قمر کا ہوگا دوسرے نصف رمضان میں خسوف کو گہن لگیگا ہرا الدارقطنی فی سننہ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لا یخرج المہدی حتی تطلع الشمس آیۃ ہرا ابن ابی شیبۃ وفی یدین حماد بن نکتار ذی السنین کا ہے محمد بن علی باقر نے کہا اذا بلغ العباس نجراسان طلع الکوکب ذو القرن ذو السنین وکان اول ما طلع بہلاک قوم نوح اغرقہم اللہ وطلع فی زمن ابراہیم حین القی فی النار وحین اضاءت اللہ قوم فرعون ومن معہ وحین قتل یحیی بن زکریا فاذا رأیتم خراسان دستہ ذرا بالنہ من شرق الغرب ویکون طلوعہ بعد انکساف الشمس والقمر ثم لا یلبثون حتی یطلع الفجر

28 رمضان بمطابق 6 اپریل 1894ء کو سورج گرہن واقع ہوا۔

ان نشانات کے ظہور کے بعد آپؑ نے نورالحق کا دوسرا حصہ تحریر فرمایا اور اس میں یہ لکھا کہ یہ نشان خدا تعالیٰ نے میری صداقت میں ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے ساتھ ہی یہ چیلنج بھی دیا کہ اگر کسی مامور کے لیے رمضان میں اس نشان کا ظاہر ہونا کوئی ثابت کردے تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ پر ایسا کسی کے لئے ممکن نہیں تھا کیونکہ آج سے 1400 سال پہلے نبی ﷺ فرما چکے تھے کہ تخلیق کائنات سے کبھی بھی یہ نشان کسی کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔

اگلے سال 1895ء میں دنیا کے مغربی حصہ میں بھی یہ دونوں نشانات پھر سے ظاہر ہوئے اور 11 مارچ 1895ء کو چاند گرہن اور 26 مارچ 1895ء کو سورج گرہن اس خطہ کے ممالک میں دیکھا گیا۔ ان نشانات کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتے ہیں:

''اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہئیت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانے میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ (12) سال کا گزر چکا ہے۔ اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اوّل اِس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے''۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202)

این المفر؟

قرآنِ کریم نے ان نشانات کے حوالہ سے ایک اور پیشگوئی بھی کی تھی اور وہ یہ کہ ان روشن نشانات کے ظہور کے باوجود بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس پر کئی قسم کے اعتراضات اٹھائیں گے۔ وہ ان واضح نشانات سے منہ موڑ کر انکار کی راہ اختیار کریں گے۔ چنانچہ قرآنِ کریم ان کے بارہ میں فرماتا ہے کہ:

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ یعنی اس وقت انسان کہے گا، اب مَیں بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

''رمضان کے مہینہ میں 1894ء میں بڑی شان و شوکت سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقِ دعویٰ کی علامت میں پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر جس طرح بدر کے شکست خوروں کو اَیْنَ الْمَفَرُّ! کہنے نے فائدہ نہ دیا اسی طرح اس وقت کے مخالفوں کو باوجود حدیث شریف کی فعلی شہادت کے ضعف حدیث کو اپنا فرضی مفرّ قرار دینا پڑا''۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 4/اپریل 1912ء)

اس اقتباس سے واضح ہے کہ مختلف الزامات میں سے ایک یہ تھا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے اور اسی طرح اس کے راوی بھی مستند نہیں ہیں لیکن اگر ایک لمحہ کے لئے ہم اس روایت کو کمزور فرض بھی کر لیں تو پھر بھی قرآنِ کریم کی ان آیات کے بارہ میں مخالفین کا کیا بہانہ ہوگا جن میں ان نشانات کا واضح ذکر موجود ہے۔ ان پیشگوئیوں کے بارہ میں وہ کیا کریں گے جن کا تذکرہ دیگر مذاہب کی مقدّس کتب میں بھی کیا گیا ہے۔ اور پھر وہ مسلمان علماء جو ہر صدی میں ان نشانات کی یاد دہانی کرواتے رہے ہیں، ان کے بارہ میں وہ کیا جواب دیں گے؟ پس یہ وہ ابدی حقیقت ہے جس سے راہِ فرار اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''یہ مولوی جب تک یہ واقعہ نہ ہوا تھا مہدی کی علامتوں میں بڑے زور و شور سے منبروں پر چڑھ چڑھ کر اس کو بیان کرتے تھے۔ لیکن اب جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس نشان کو ظاہر کر دیا تو میری مخالفت کے لئے یہ خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان نشان کی بے حُرمتی کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی پاک پیشگوئی کی توہین کرتے ہوئے حدیثوں کو جھوٹا قرار دیتے ہیں!!! افسوس''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحات 56-55)

اس الزام کے جواب میں مزید فرماتے ہیں:

''ماسوا اس کے جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے پورا ہو گیا تو بموجب آیت کریمہ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان آئمہ میں سے ہے یعنی امام باقرؒ''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 134)

اسی طرح بعض مخالفین نے یہ اعتراض پیش کیا کہ یہ بھلا کوئی نشان ہے۔ گرہن کا لگنا تو عام سی بات ہے اور دونوں گرہن کا ایک ساتھ ایک ماہ میں اکٹھا ہونا بھی معمول

سے ہٹ کے نہیں ہے۔ اس حوالہ سے یاد رہے کہ ان نشانات کی شرائط صرف خسوف کسوف کا ظہور نہیں تھا بلکہ سب سے اہم شرط اس نشان کی امام مہدی کا آنا تھا اور اس کا دعویٰ تھا۔ چنانچہ اس وقت جبکہ یہ نشان ظاہر ہوا آپؑ کے علاوہ کوئی بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ دار نہیں تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202)

حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں:

''اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ اَىْ لِتَاْيِيْدِ دَعْوٰى مَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ صاف دلالت کر رہی ہے اور اس طور سے کسی مفتری کی پیش رفت نہیں جاتی اور کوئی منصوبہ چل نہیں سکتا کیونکہ مہدی کا ظہور بہت پہلے ہو کر پھر مؤید دعوے کے طور پر سورج گرہن بھی ہو گیا۔ نہ یہ کہ ان دونوں کو دیکھ کر مہدی نے سر نکالا۔ اس قسم کے تائیدی نشان ہمارے سیّد نبی ﷺ کے لئے بھی پہلی کتابوں میں لکھے گئے تھے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد ظہور میں آئے اور دعویٰ کے مصدق اور مؤید ہوئے۔ غرض ایسے نشان قبل از دعویٰ مہمل اور بے کار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گنجائش افترا بہت ہے۔ اور اس پر اور بھی قرینہ ہے اور وہ یہ ہے کہ خسوف اور کسوف اور مہدی کا رمضان کے مہینے میں موجود ہونا خارق عادت ہے اور صرف اجتماع خسوف کسوف خارق عادت نہیں''۔

(انوار الاسلام روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 49)

ان نشانات کا اصل مقصد اور حکمت

آخری زمانہ کی پیش خبریوں کے مطابق اسلام کی عظیم الشان ترقی کے بعد دنیا پر ایک مرتبہ پھر ظلمت کا دَور آنا تھا۔ پیشگوئیوں کے مطابق دیگر مذاہب کے ساتھ ساتھ اسلام کے کمزور ہونے کی بھی خبر دی جا چکی تھی اور اس زمانہ کے شرور سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ

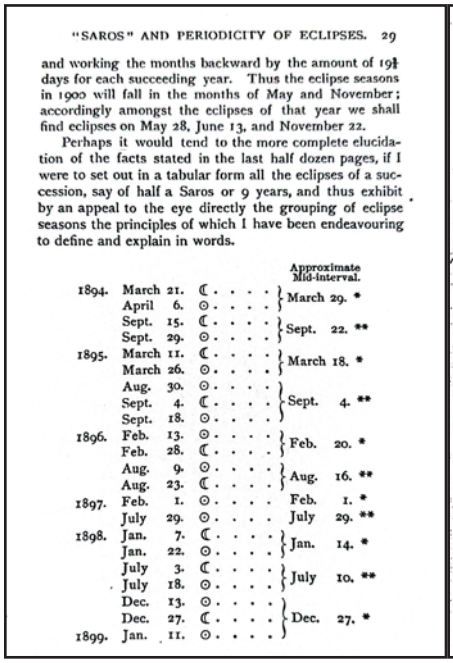

"SAROS" AND PERIODICITY OF ECLIPSES. 29

and working the months backward by the amount of 19½ days for each succeeding year. Thus the eclipse seasons in 1900 will fall in the months of May and November; accordingly amongst the eclipses of that year we shall find eclipses on May 28, June 13, and November 22.

Perhaps it would tend to the more complete elucidation of the facts stated in the last half dozen pages, if I were to set out in a tabular form all the eclipses of a succession, say of half a Saros or 9 years, and thus exhibit by an appeal to the eye directly the grouping of eclipse seasons the principles of which I have been endeavouring to define and explain in words.

			Approximate Mid-interval.
1894.	March 21.	☾	March 29. *
	April 6.	☉	
	Sept. 15.	☾	Sept. 22. **
	Sept. 29.	☉	
1895.	March 11.	☾	March 18. *
	March 26.	☉	
	Aug. 30.	☉	
	Sept. 4.	☾	Sept. 4. **
	Sept. 18.	☉	
1896.	Feb. 13.	☉	Feb. 20. *
	Feb. 28.	☾	
	Aug. 9.	☉	Aug. 16. **
	Aug. 23.	☾	
1897.	Feb. 1.	☉	Feb. 1. *
	July 29.	☉	July 29. **
1898.	Jan. 7.	☾	Jan. 14. *
	Jan. 22.	☉	
	July 3.	☾	July 10. **
	July 18.	☉	
	Dec. 13.	☉	Dec. 27. *
	Dec. 27.	☾	
1899.	Jan. 11.	☉	

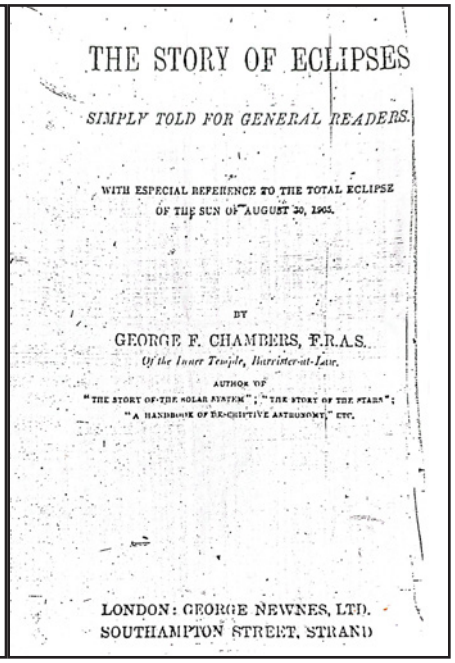

THE STORY OF ECLIPSES

SIMPLY TOLD FOR GENERAL READERS.

WITH ESPECIAL REFERENCE TO THE TOTAL ECLIPSE OF THE SUN OF AUGUST 30, 1905.

BY

GEORGE F. CHAMBERS, F.R.A.S.

Of the Inner Temple, Barrister-at-Law.

AUTHOR OF

"THE STORY OF THE SOLAR SYSTEM"; "THE STORY OF THE STARS"; "A HANDBOOK OF DESCRIPTIVE ASTRONOMY," ETC.

LONDON: GEORGE NEWNES, LTD. SOUTHAMPTON STREET, STRAND

دنیا کو پہلے سے ہی آگاہ فرما چکا تھا۔ اس ظلمت بھرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق مسیح و مہدی کو دین اسلام کی عظمت قائم کرنے کے لئے اور لوگوں کو ان آفتوں سے بچانے کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ خسوف کسوف کے معانی، آیت وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کی تفسیر کے تحت بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''یعنی وہ انوار جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کی ترقیات کے لئے ضروری ہیں، مٹ جائیں اور جو چیزیں اس نور کو مکتسب کرتی ہیں وہ بھی اس نور کو حاصل نہ کر سکیں جیسے سورج کی ذاتی روشنی ہے اور چاند اس سے روشنی حاصل کر کے دنیا کو منور کرتا ہے۔ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ چاند سورج سے روشنی حاصل نہ کر سکے اور تاریک ہو جائے تو یہ حالت بھی وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کے ماتحت آئے گی. پس وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ میں گو دعا سکھائی گئی ہے۔ لیکن اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ ایک زمانہ میں رسول کریم ﷺ کا نور بھی لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہو جائے گا اور نہ صرف یہ کہ آپ کا نور عوام الناس نہیں دیکھ سکیں گے بلکہ آپ کے نور کو اپنے اندر جذب کر کے اسے دنیا میں پھیلانے والے صلحاء اور اولیاء جو قمر کا درجہ رکھتے ہیں وہ بھی موجود نہیں ہوں گے اور تاریکی ہی تاریکی چھا جائے گی۔ پس ایسے وقت میں جو شر اُمت مسلمہ کو پہنچ سکتا ہے اس سے بچنے کے لئے پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد 15 صفحہ 429-430)

پس اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ وہ جماعت جس کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ضرور انہیں عالمگیر غلبہ عطا کرے گا۔ تو ہماری نجات اب اس جماعت اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ منسلک رہنے سے ہی ممکن ہے۔ ہمیں روحانی مشکلات سے بچنے کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گرہن کے حوالہ سے بھی مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور نماز پڑھو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی جانتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں روشن ہے ایسا نہ ہو کہ آفتاب و ماہتاب کی طرح ہماری روشنی اور اثر بھی رُک جائے۔ اس لئے وہ صدقہ و خیرات اور دعاؤں سے کام لیتے ہیں''۔ (خطابات نور صفحہ 408)

پس بہت ہی فکر کا مقام ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی غلطی یا خطا سے ہماری یہ روشنی یا ترقی رُک جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زمانہ کے شرّ سے بچائے رکھے، ہر قسم کے بداثرات سے محفوظ رکھے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم خلافت احمدیہ کے مضبوط آہنی قلعہ اور امام وقت کے بنائے ہوئے عافیت کے حصار میں محفوظ ہو جائیں، آمین۔

خسوفِ شمس و قمر، ہار ہار کر دیکھو

ہیں آسمان کے تارے گواہ ، سورج چاند
پڑے ہیں ماند ، ذرا کچھ بچار کر دیکھو

ضرور مہدیٔ دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
ذرا سا نورِ فراست نکھار کر دیکھو

خزانے تم پہ لٹائے گا لا جَرم لیکن
بس ایک نذرِ عقیدت گزار کر دیکھو

اگر ہے ضد کہ نہ مانو گے ، پر نہ مانو گے
تو ہو سکے جو کرو ، بار بار کر دیکھو

بدل سکو تو بدل دو ، نظامِ شمس و قمر
خلاف گردشِ لیل و نہار کر دیکھو

پلٹ سکو تو پلٹ دو ، خرامِ شام و سحر
حسابِ چرخ کو بے اعتبار کر دیکھو

جو ہو سکے تو ستاروں کے راستے کاٹو
کوئی تو چارہ کرو ، کچھ تو کار کر دیکھو

سوار لاؤ ، پیادے بڑھاؤ ، چڑھ دوڑو
جو بن سکے وہ پئے کارزار کر دیکھو

خدا کی بات ٹلے گی نہیں ، تم ہو کیا چیز
اٹل چٹان ہے ، سر مار مار کر دیکھو

اُتر رہی ہیں فلک سے گواہیاں۔ روکو
وہ غُل غپاڑہ کرو ، حال زار کر دیکھو

گواہ دو ہیں ، دو ہاتھوں سے چھاتیاں پیٹو
خسوفِ شمس و قمر ، ہار ہار کر دیکھو

جلن بہت ہے تو ہوتی پھرے نہ نکلے گی
بھڑاس سینے کی ، بک بک ہزار کر دیکھو

قفس کے شیروں سے کرتے ہو روز دو دو ہاتھ
دو آنکھیں بَن کے ببر سے بھی چار کر دیکھو

مری سنو تو پہاڑوں سے سر نہ ٹکراؤ
جو میری مانو تو عجز اختیار کر دیکھو

(کلام طاہر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں الہام

''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

کا پُرشوکت اِتمام

(مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب۔استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

خدائے علیم وحکیم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آپؑ کی بعثت سے قبل ہی آپؑ کی فتح اور دنیا میں مقبولیت کی خبر دے دی تھی چنانچہ حضور علیہ السلام اپنی قبل از دعویٰ کتاب ''براہینِ احمدیہ'' میں فرماتے ہیں:

''.... کسی قدر عربی الہامات جو بعض عظیم الشان پیشگوئیوں اور احساناتِ الٰہیہ پر مشتمل ہیں، ذیل میں معہ ترجمہ لکھے جاتے ہیں تا کہ اگر خدا چاہے تو طالب صادق کو ان سے فائدہ ہو اور تا مخالفوں کو بھی معلوم ہو کہ جس قوم پر خداوند کریم کی نظرِ عنایت ہوتی ہے اور جو لوگ راہِ راست پر ہوتے ہیں ان سے کیونکر خداوند کریم اپنے مکالمات اور مخاطبات میں بہ مہربانی پیش آتا ہے اور کیونکر ان تفضّلات سے پیش از وقوع اطلاع دیتا ہے جن کو اس نے لطف محض سے اپنے وقتوں پر طیار رکھا ہے..... فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَ تُعْرِفَ بَيْنَ النَّاسِ.... سو وہ وقت آ گیا جو تیری مدد کی جائے اور تجھ کو لوگوں میں معروف ومشہور کیا جائے۔ هَلْ أَتىٰ عَلَى الْإِنسانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا۔ کیا انسان پر یعنی تجھ پر وہ وقت نہیں گزرا کہ تیرا دنیا میں کچھ بھی ذکر وتذکرہ نہ تھا یعنی تجھ کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ تو کون ہے اور کیا چیز ہے اور کسی شمار وحساب میں نہ تھا یعنی کچھ بھی نہ تھا۔ یہ گزشتہ تلطّفات واحسانات کا حوالہ ہے تا محسن حقیقی کے آئندہ فضلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے''۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 577 تا 582 حاشیہ)

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود ومہدی معہود کی خلعت سے سرفراز فرمایا تب بھی وقتاً فوقتاً آپ کو اپنی تائید ونصرت کی یقین دہانی کرائی اور اس ضمن میں مزید الہامات سے نوازا۔ ایسا ہی ایک عظیم الشان الہام ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے الفاظ میں بھی ہے۔ گو کہ اُس زمانے میں قادیان جیسی گمنام بستی سے ایسی آواز بظاہر مضحکہ خیز لگتی ہے اور پھر اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ یہ آواز جو پیغام دے رہی ہے وہ سچا ثابت ہوگا، ناممکنات میں سے سمجھی جاتی تھی۔ مزید برآں یہ کہ مخالفین نے اس آواز کے جلد مٹنے کے دعوے بھی کیے چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے اخبار اشاعۃ السنۃ میں یہ تعلّی کی:

''..... اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور جملہ مضامین سابق کو چھوڑ کر بہمہ تن اسی کے دعاوی کے ردّ کے دَرپے ہو..... اس کی موجودہ جماعت و جمعیت کو تتر بتر کرنے میں

کوشش کرے..... کیونکہ اسی (اشاعۃ السنۃ) نے قادیانی کے سابق دعوی حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام و وعدۂ تائید دین بہ نشان ہائے آسمانی و نصرت اصول اتفاقی اسلامی سے دھوکہ میں آکر ریویو براہین احمدیہ..... میں اس کو امکانی ولی وملہم بنایا اور لوگوں میں اس کا اعتبار جمایا تھا..... لہٰذا اسی (اشاعۃ السنۃ) کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرا دے اور تلافی مافات عمل میں لاوے اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہو لے تب تک بلاضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے''۔ (اشاعۃ السنۃ جلد سیزدہم بابت 08-1307ھ مطابق 1890ء صفحہ 3،4)

ایک طرف مخالفین و معاندین کا اکٹھ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تنہا وجود۔ اس ظاہری نسبت کے مطابق دنیا کی نظر شاید کچھ اور ہی نتیجہ سوچے بیٹھی تھی اور ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' جیسی آسمانی آواز کے مقابل پر 'اشاعۃ السنۃ' کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ... اس کی موجودہ جماعت و جمعیت کو تتر بتر کرنے میں کوشش کرے... اور... اس کو زمین پر گرادے''۔جیسی زمینی آواز کو پورا ہوتے دیکھ رہی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو سکتا ہے اور قدرت کے مقابل پر درماندگی کیونکر ٹھہر سکتی ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تنہا تھے لیکن اس تنہا وجود کے پیچھے الٰہی ہاتھ تھا جس نے ایسے مقابلوں کے متعلق ازل سے یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہوا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِيْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلۃ:22) یعنی مَیں اور میرے بھیجے ہوئے ضرور غالب آئیں گے، یقیناً اللہ طاقتور اور غالب ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بفضلہٖ تعالیٰ فرض تبلیغ نبھاتے ہوئے مختلف علاقوں میں اپنے دعویٰ اور اپنی آمد کا مقصد پہنچا کر ان کو اپنے مشن سے روشناس کرایا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ خدائے حکیم و قدیر نے خود غیروں کے ہاتھوں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ دنیا کے کونے کونے میں پہنچائی، ان میں کچھ لوگ تو ایسے تھے جنہوں نے حالات حاضرہ میں رونما ہونے والی تحریکات کے طور پر جماعت احمدیہ کا چرچا کیا لیکن کچھ لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں اس کا ذکر کیا اور مخالفت کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بدظنّ کرنے کے لیے دیدہ دانستہ مبالغانہ حد تک جھوٹ اور افواہوں کا مصالحہ چڑھایا۔ بہرکیف شریف الطبع لوگوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ خبروں کی صحت کے لیے اصل مأخذ کی طرف رجوع کرتے ہیں چنانچہ سلسلہ احمدیہ کی خبر جس طور پر بھی ان تک پہنچی انہوں نے مزید تحقیق کے لیے مرکز احمدیت تک رسائی پائی اور حقیقتِ حال جان کر سلسلہ احمدیہ کے متعلق اپنے اندیشوں کا ازالہ کیا اور ایک طبقہ نے تو قبولِ احمدیت کی توفیق بھی پائی، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں پہنچنے والی تبلیغ کا کچھ نمونہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت اقدسؑ کے دعویٰ مسیحیت کو ابھی سال ہی گذرا تھا کہ لندن سے شائع ہونے والے ایک اخبار نے لکھا:

"Some excitement has lately been occasioned in the Punjab by the vagaries of a certain Mirza Kadian, who has been going about the country claiming to be the Christ and Saviour of the world.... And it seems likely that his following will in a short time grow into formidable dimensions."

(The Colonies and India, London, England, Sat, Sep 5, 1891 page 12)

ترجمہ: پنجاب میں حال ہی میں کسی مرزا قادیانی کے غیر متوقع دعوؤں سے کچھ جوش و خروش پیدا ہوا ہے جو دنیا کا مسیح اور نجات دہندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے ملک میں پھر رہے ہیں..... اور ایسا لگتا ہے کہ اس کے ماننے والے کچھ ہی عرصے میں زبردست جہتوں میں پھیل جائیں گے۔

سلسلہ احمدیہ کا آغاز تھا اور اس اخبار نے ''کسی'' کے لفظ سے آپ کا ذکر کیا، گو کہ قادیان جیسے غیر معروف اور بے وسائل قصبہ سے آپ کا ذکر اس طرح لندن کے اخبارات میں آ جانا ہی اپنی ذات میں حیرت انگیز ہے، بہرحال انگلستان یا دیگر ممالک میں اس نامعلوم ''کسی'' وجود کو معروف و مقبول ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود بہت جلد ''کسی'' کے مقام سے نکال کر ''اِک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا'' کے مقام تک پہنچا دیا۔

مَیں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

1899ء میں اٹلی کے شہر روم میں International Congress of Orientalists کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف موضوعات پر مقالے پڑھے گئے، اسی اجلاس میں مشہور برطانوی مستشرق اور اسلامی فنون کے مؤرخ Sir Thomas Walker Arnold نے بھی اپنا مقالہ پڑھا جس کا عنوان تھا ''آج کی چند مذہبی تحریکات کے متعلق چند کلمات۔شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کے درمیان''۔اس مقالے میں انہوں نے صرف سرسیّد احمد خان صاحب اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ذکر کیا۔یہ مقالہ اطالوی زبان میں محفوظ ہے۔حضور علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

Mirza Ghulam Ahmad, generalmente conosciuto sotto il nome di Mirza Qadiani (dal villaggio di Qadian nel Panjab dove risiede),.... è il fondatore di una nuova scuola con tendenze proselitistiche ed attive propaganda. Tuttavia anche lui presenta l'Islam come religione

preminente di pace e di pieta. Dico di essere il Messia promesso, che si è manifestate in questo secolo, essendo il decimoquarto dopo Muhammad, come Gesù si manifestò il decimoquarto dopo Mosè. Afferma aver ricevuto la certezza della sua missione di Messia da rivelazione divina, ..., ed ha molti seguaci che aumentano considerabilmente, in ispecie nel Panjab.

(Actes Du Domfimr Congress International Des Orienta Listes (Rome 1899)

ترجمہ: مرزا غلام احمد، جو عام طور پر مرزا قادیانی کے نام سے جانے جاتے ہیں (پنجاب کے گاؤں قادیان کی وجہ سے جہاں وہ رہتے ہیں)... وہ فعال تبلیغ اور مذہب (اسلام) میں داخل کرنے کے رجحانات کے ساتھ ایک نئے مکتبہ فکر کے بانی ہیں۔ ہاں وہ اسلام کو ایسے دین کے طور پر پیش کرتے ہیں جو امن اور رحمدلی کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہیں جس کا ظہور اس صدی میں ہوا ہے اور وہ حضرت محمدؐ کے بعد چودھویں ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ کے بعد چودھویں کے طور پر ظاہر کیا تھا۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے وحی الٰہی کے ذریعے مسیحا کے طور پر اپنے مشن کا یقین حاصل کر لیا ہے..... ان کے پیروکار بہت ہیں جن میں کافی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مشہور آسٹرو ہنگرین مستشرق Ignaz Goldziher جن کی مادری زبان جرمن تھی اور گاہے گاہے جرمن زبان میں مضامین بھی لکھتے رہتے تھے، نے امریکہ کے ایک ادارے کی دعوت پر اسلام سے متعلق لیکچر دینے کے سلسلہ میں چھ عناوین کے تحت جرمن زبان میں ایک تفصیلی مضمون تیار کیا جسے برلن اور لائپ سِگ کے اشاعتی ادارے Druck und Verlag von B.G. Teubner کی طرف سے 1906ء میں شائع ہونے والی کتاب Die Orientalischen Religionen میں شامل کیا گیا۔ بعدازاں یہی کتاب Vorlesungen über den Islam کے عنوان سے 1910ء میں دوبارہ شائع ہوئی، پھر مختلف زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہوئے، انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ Introduction to Islamic Theology and Law کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اس کے چھٹے مضمون Neuere Sekten یعنی ''نئے فرقے'' میں احمدیت کا سیر حاصل تذکرہ موجود ہے۔ Ignaz Goldziher جیسے مستشرق کا اپنے لیکچر میں تفصیل سے جماعت احمدیہ کا ذکر کرنا ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ آپ کی حین حیات نہ صرف دنیا کے دُور کناروں تک پہنچ چکی تھی بلکہ مستشرقین کے مطالعہ اور تحقیق کا بھی حصہ بن چکی تھی۔

خود عیسائی مشنریز اور پادری صاحبان نہ چاہتے ہوئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا باعث ہوئے۔ خیر الماکرین خدا نے خود چرچ کے نمائندوں کے ذریعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک شہرت دی۔ اپریل 1901ء میں فورمین کالج لاہور میں متعین ایک امریکی مشنری پروفیسر H. D. Griswold اپنے ایک اور امریکی ساتھی کے ساتھ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا شرف پاکر طویل گفتگو کی۔ انہی ڈاکٹر گرس وولڈ نے بعدازاں The Messiah of Qadian کے عنوان سے مقالہ لکھا جو 1905ء میں لندن کے The Victoria Institute of Philosophical Society جیسے ادارہ میں پڑھا گیا یہاں تک کہ مقالہ پڑھے جانے کے بعد بحث میں ایک صاحب نے یہ اظہار کیا کہ

".....When we entered this room, most of us did not know who Qadian was or where it or he was."

(The Messiah of Qadian, 1905, page 13)

یعنی جب ہم اس ہال میں داخل ہوئے تھے تو ہم میں سے اکثر کو یہ علم نہیں تھا کہ قادیان کیا ہے اور کہاں ہے؟ اس مقالے کی اشاعت سے جہاں برطانیہ اور امریکہ میں اس کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو تشہیر ملی وہاں آسٹریلیا میں بھی اس کی وجہ سے تبلیغ احمدیت کی صدا پہنچی۔ آسٹریلیا کے شہر برسبن سے نکلنے والے ایک اخبار نے لکھا:

"At the Victoria Institute, a paper was read by the Rev. H. D. Griswold, on "The Messiah of Qadian", the founder of a reforming Mahometan sect, Mirza Ghulam Ahmad is the chief of the village of Qadian. He professes to have come (1) in "the spirit and power" of Jesus Christ, and so to be the promised Messiah; .... He denies that Christ died upon the Cross, but asserts that He only swooned, and after reviving visited Kashmir and Afghanistan, where he died at the age of 120, and was buried at Srinagar in Kashmir ...."

(Brisbane Telegraph, Brisbane, Australia, Sat, Jul 1, 1905 page 10)

اس سے قبل گرس وولڈ صاحب نے 1902ء میں بھی Mirza Ghulam Ahmad: The Mehdi & Messiah of Qadian کے نام سے ایک کتابچہ لکھا تھا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مجلس میں بھی ہوا کہ ''ایک پادری صاحب بنام گرسفورڈ نے ایک کتاب اپنے زعم میں آپ کے دعویٰ کی تردید میں لکھی ہے..... حضور کے دعویٰ اور دلائل کو خوب مفصل بیان کیا ہے اور اس کی اشاعت امریکہ میں بہت کی گئی ہے۔ اس پر ذکر ہوتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اشاعت کا ذریعہ بنایا ہے، اس کی وہی مثال ہے کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 610،611)

بٹالہ میں بطور مشنری زندگی گزارنے والے ایک جرمن نژاد مشنری Herbert Udny Weitbrecht نے لندن سے شائع ہونے والے عیسائی رسالے Church Missionary Intelligencer کے شمارہ اگست 1902ء میں حضرت اقدسؑ کے دعاوی اور تبلیغ کا ذکر کیا ہے۔ نیویارک سے شائع ہونے والے ایک عیسائی رسالے The Missionary Review of the World میں Rev. J. Murray Mitchell, MA., LLD. نے

1904ء میں جماعت احمدیہ کے بارے میں ایک مضمون A New Sect in India لکھا۔اسی رسالے میں 1907ء میں لاہور کے پروفیسر سراج الدین عیسائی نے جھوٹ اور بہتان کی آمیزش سے آپؑ کے متعلق ایک مخالفانہ مضمون لکھا اور ساتھ ہی آپ کی تصویر بھی شائع کرائی۔ان کے علاوہ اور بھی کئی کتب و رسائل میں عیسائی مشنریز کی طرف سے جماعت احمدیہ کا تعارف شائع ہوا گو کہ اکثر کی نوعیت مخالفانہ ہی تھی۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایسے معاندین کی ان مخالفانہ کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سچ پوچھو تو اُن کی یہ مخالفتیں ہماری مزرعۂ کامیابی کے لیے کھاد کا کام دے رہی ہیں کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے تو اس میدان کے مردانِ کارزار کے جوہر کس طرح ظاہر ہوں اور انعاماتِ الٰہی کی غنیمت سے اُن کو کس طرح حصہ نصیب ہو اور اگر اعداء کی مخالفت کا بحر مواج پایاب ہو جاوے تو اس کے غوّاصوں کی کیا قدر ہو اور وہ بحر معانی کے بے بہا گوہر کو کس طرح حاصل کر سکیں....''۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ 467)

ڈاکٹر ڈوئی کے حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابل پر آنے اور کسمپرسی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا اور امریکہ کے اخبارات میں Great is Mirza Ghulam Ahmad The Messiah[1] جیسی شہ سرخیوں کے ساتھ آپؑ کی پہچان کرائی۔

انڈیا میں کام کرنے والے دو پادری Willian B. Anderson اور Charles R. Watson اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"Mirza Ahmad of Kadiyan.... was the Eastern contemporary, and almost the counterpart of Alexander Dowie, but in the Orient he dared go a step farther than Dowie did in the West. Where Dowie finally failed in a Christian land the Mirza succeeded in a Moslem land."

(Far North in India by William B. Anderson and Charles R. Watson page 126, the board of foreign missions of the United Presbyterian Church of North America, Philadelphia, PA 1909)

ہندوستان میں متعین مغربی پادری اور مشنریز یورپ اور امریکہ میں اپنے ہیڈ کوارٹرز کو اپنی ماہانہ یا سالانہ رپورٹس بھجواتے تو اس میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ کرتے۔ پوری دنیا سے آنے والی رپورٹیں جمع ہو کر جب سالانہ رپورٹ کی شکل میں شائع ہوتیں تو ساری دنیا میں قائم اپنے چرچ کی شاخوں کو اس کی کاپیاں بھجوائی جاتیں، اس طرح بھی خود عیسائی مشنریز کے ذریعہ حضرت اقدس علیہ السلام کا نام اور کام پوری دنیا میں متعارف ہوتا۔ گورداسپور میں متعینہ ایک عیسائی مشنری خاتون Miss Rosa T. Wilson اپنی ایک رپورٹ میں لکھتی ہے:

"In a village in our district there is a man known as the Mirza qadiani.... He has a large following reaching thousands of educated well-to-do Mohammedans..... He hopes, he says, to unite the three great religions of India in one, he being the head."

(Annual Report of the Board of Fereign Missions of the United Presbyterian Church of North America 1905, page 177 Patteson Printing House, 18 S. Third St. Philadelphia 1905)

اسی مشن کی ایک اور رپورٹ میں حضرت اقدسؑ کا ذکر یوں درج ہے:

".....and Grudaspur reports.... Mirza, who has arisen among the Mohammedans of a village of that district, and drawn away thousands in the Punjab after him."

(Annual report of foreign missions of the United Presbyterian Church of North America 1907 page 148)

عرب دنیا میں مصر سے چھپنے والے اخبارات و رسائل بڑی دلچسپی سے دیکھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو انہی علمی و ادبی مقام رکھنے والے رسالوں میں شائع کرا کے ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کا ایک اور رنگ دکھایا۔مصر سے چھپنے والے رسائل الھلال، المنار، الجامعۃ اور ضیاء وغیرہ میں حضرت اقدسؑ کا ذکر مخالفانہ اور غیر جانبدارانہ دونوں انداز سے شائع ہوا جس سے نہ صرف عرب دنیا میں حضرت اقدسؑ کا پیغام پہنچا بلکہ دنیا کے دیگر علاقوں میں ان رسالہ جات کی ترسیل کی وجہ سے وہ بھی اس پیغام سے روشناس ہوئے۔مصر کے شہر اسکندریہ سے شائع ہونے والے ایک علمی اور تاریخی رسالے ''الجامعۃ'' نے بھی اپنے بعض شماروں میں حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر کیا۔ایک جگہ لکھا:

''..... المیرزا غلام أحمد القادیانی۔ و قد کنا ذکرنا فی الجزء الأول من هذه السنة شیئًا عنه لٰکن لم یکن یومئذ یخطر لنا فی بال أن لهٗ هذا المقام و هذه الأهمیة فی الهند حتی أن بعض الأدباء المطلعین یصدقونهٗ و یتبعونهٗ.....''

(الجامعۃ، الاسکندریۃ۔الجزء الخامس السنۃ الرابعۃ۔اغسطس 1903ء۔ جماد اوّل 1321ھ صفحہ 286)

ترجمہ: میرزا غلام احمد قادیانی جن کے متعلق ہم اس سال کے پہلے شمارہ میں کچھ ذکر کر آئے ہیں لیکن اس وقت ہمارے گمان میں بھی نہ تھا کہ ہندوستان میں ان کا یہ مقام اور اہمیت ہے کہ بعض ادباء بھی ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔

مصر ہی سے چھپنے والے علمی، ادبی، طبی اور صنعتی موضوعات پر مشتمل ایک اور رسالے ''ضیاء'' نے بھی ''مسیح الھند'' کے عنوان سے حضرت اقدسؑ کے متعلق ایک مضمون شائع کیا اور ساتھ ہی آپؑ کی تصویر بھی شائع کرتے ہوئے لکھا:

''نقلنا هذه الصورة عن رسم فوتغرافی اطرفنا به حضرة الادیب دیمتری افندی نقولًا صاحب مجلة الفکاهة و قد بعث به الیه أحد السیاح من معارفه بعد سیاحته فی بلاد اوغندا۔ و مما کتب الیه هذا السائح أنهٗ لما کان فی تلك الجهة تعرّف بکثیرین من افاضل الهنود و فیهم جماعة من

1- (The Sunday Herald, Boston, June 23, 1907)

من الإنباء بنزول عيسى في آخر الزمان . واقربهم عهداً من وقتنا هذا ثلاثة احدهم مهديّ السودان واسمهُ محمد احمد وقد كان من امره ماهو مشهور الى ان كذّب السيف دعواهُ . والثاني مهديّ الصومال القائم في

(٦١)

مصری رسالے ''ضیاء'' میں شائع شدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصویر

أتباع هذا المسيح من الموظفين فى أعمال سكة الحديد هناك۔ قال و كنا اذا اجتمعنا يسألوننى عن رأيى فى مسيحهم و عما اذا كنت اصدّق دعواهُ و كنت اجاوبهم بأجوبة تدلّ على انى و لو لم أعتقد صحة دعواهُ فإنى غير ساخط عليه فاستأنسوا منى و أهدوا الىّ هذه الصورة و ألتمسوا منّى أن لّا أهنيها..... فوعدتهم و أظن أن قُرآء المجلات عندكُم يسِرّون من رأيتها اذا نشرت فى احداها فأارسلتُها لذالك القصد۔

(الضیاء، مصر، الجزء السادس عشر، السنۃ الخامسۃ۔ 16/ مایو 1903ء صفحہ 485، 486)

ترجمہ: ہم نے یہ تصویر نقل کی ہے..... اور یہ ایک سیاح نے ملک یوگنڈا میں سیاحت کے بعد بھجوائی ہے اور ساتھ ہی اس سیاح نے لکھا ہے کہ جب وہ اُس علاقے میں تھے تو وہاں کئی ہندوستانی لوگوں سے تعارف ہوا، جو ریلوے لائن بچھانے کے کام پر مامور تھے، ان میں کچھ اس مسیح موعود کے پیروکار بھی تھے۔ جب بھی ہم جمع ہوتے تو وہ مجھ سے اس مسیح موعود کے متعلق میری رائے پوچھتے اور یہ کہ کیا میں ان کے دعوے کی تصدیق کرتا ہوں؟ میں ان کو جوابات دیا کرتا تھا اور گو کہ میں ان کے دعوے پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا لیکن پھر بھی مَیں (گفتگو میں) نرم رویہ رکھتا تھا۔ پس وہ (احمدی) بھی مجھ سے محبت کرتے تھے اور مجھے یہ تصویر تحفۃً دی اور مجھ سے درخواست کی کہ مَیں اس تصویر کی بے حرمتی نہ کروں..... پس مَیں نے اُن سے وعدہ کیا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ کے رسائل کے پڑھنے والے اس تصویر کے دیکھنے سے خوش ہوں گے جب وہ آپ کے کسی رسالے میں شائع ہوگی، اسی نیت کے ساتھ میں نے یہ تصویر آپ کو بھیجی ہے۔

مضمون کے آخر پر لکھا:

و قد أطلنا فى الكلام على هذا الرجل إلىٰ حد لعلّنا جاوزنا بهٖ ما يستحق أمثالهٗ، و ما كنّا.....أن نشغل بمزاعمهٖ صفحات الضياء لو لا ما تواتر مِن ذكرهٖ فى هذه الأيام و ما تكرّر من الكلام عليهِ فى بعض جرائدنا و مجلاتنا مما بعث جماعة من مشتركى الضياء علىٰ أن توالت أسئلتهم فى الإستفهام عنهُ فلخصنا فى هذه النبذه.....'' (صفحہ 493)

ترجمہ: یقیناً اس (مسیح موعود کے دعویدار) شخص کے متعلق ہماری بات اس حدّ تک لمبی ہوگئی ہے کہ شاید ہم اس سے تجاوز کر گئے ہیں اور ہم مجلہ ''ضیاء'' کے صفحات کو ان کے دعاوی سے نہ بھرتے اگر اِن دنوں ان کا بار بار ذکر نہ ہوتا اور نہ ہمارے بعض اخبارات و رسائل میں بار بار اس کا چرچا ہوتا، اور بسبب اس کے کہ ''ضیاء'' کے خریداروں کے سوالات اس کے بارے میں استفسار کرتے رہے، چنانچہ ہم نے اس کا خلاصہ پیش کیا۔

پس یہ ایک جھلک ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تبلیغ احمدیت کے دنیا کے کناروں تک پہنچنے کی، بعد میں خلافت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس تبلیغ کو دنیا کے کونے کونے میں دن دگنی رات چوگنی ترقی دی اور مزید دیتا چلا جا رہا ہے اور دشمن اپنی طاقت اور وسائل کے باوجود اپنے مخالفانہ حربوں میں ناکام و نامراد رہا ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ناکام رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایسا ہی جب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ 'مَیں تجھے ایک نامور انسان بناؤں گا اور لوگوں کے دلوں میں تیری محبّت ڈالوں گا..... اس زمانہ کو اب بیس برس گذر گئے اور یہ عاجز اُس وقت ایک ایسا گمنام آدمی تھا کہ بجز ایسے دو چار آدمیوں کے کہ جو میرے باپ کے وقت سے میرے روآشنا تھے اور کوئی بھی پنجاب اور ہندوستان سے مجھ کو نہیں جانتا تھا اور نہ مجھ سے ہمدردی اور دوستی کا تعلق رکھتا تھا۔ پھر بعد اس کے اِس پیشگوئی کے مطابق اب لاکھوں انسانوں بلکہ کروڑوں میں مَیں مشہور کیا گیا اور کئی ہزار آدمی مجھ سے ہمدردی اور دوستی اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے پیدا ہوگئے اور ہندوستان کے کناروں تک بلکہ برہما اور بندر عباس اور مدراس اور بخارا اور حیدر آباد اور افریقہ اور کابل کے ملک سے انواع اقسام کے تحفے لوگوں نے بھیجے اور میرے سلسلہ کے لئے بہت سے روپیہ سے مدد کی اور ہمیشہ کرتے ہیں۔ پس یہ مقام رِقت اور وَجد کا ہے کہ کیونکر اِس وقت اُس زمانہ کی پیشگوئیاں جبکہ میں ایک ہیچ اور ذلیل چیز کی طرح اِس جنگل میں پڑا تھا، نہایت کرّوفرّ اور شان و شوکت سے پوری ہوگئیں۔ اپنے دلوں میں غور کرو اور عقلمندوں سے پوچھو کہ کیا اس قسم کی پیشگوئیوں میں انسانی طاقت کا دخل ہے؟''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 152)

مجلس انصاراللہ جرمنی کی 35ویں مجلسِ شوریٰ کا انعقاد

مکرم میاں عمر عزیز صاحب۔ ایڈیشنل قائد عمومی، مجلس انصاراللہ جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ جرمنی کی 35ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد مؤرخہ 23، 24 نومبر 2024ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ہوا جس میں 405 نمائندگان شامل ہوئے۔ مجلس شوریٰ کے انعقاد سے قبل مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اوّل کو منتظمِ اعلیٰ مجلسِ شوریٰ مقرر کیا گیا جن کے ساتھ 32رکنی کمیٹی نے انتظامات کئے اور شوریٰ کے انعقاد سے ایک دن پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام تیاریاں مکمل کر لی گئیں۔

مورخہ 23 نومبر بروز ہفتہ صبح 11 بجے مکرم بشیر احمد ریحان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی صدارت میں شوریٰ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اردو و جرمن ترجمہ کے بعد انصاراللہ کا عہد دہرایا گیا۔ صدر صاحب مجلس کے افتتاحی کلمات کے بعد مکرم فاروق احمد چیمہ صاحب قائد عمومی نے گذشتہ سال کی مجلسِ شوریٰ کے فیصلہ جات پر عمل درآمد کی رپورٹ پیش کی۔ بعدازاں شوریٰ کا ایجنڈا پڑھ کر سنایا۔ ایجنڈا ایوان کے سامنے پیش کیے جانے کے بعد سب کمیٹیوں کے اراکین کا چناؤ کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مالی قربانی کے چند ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

وقفہ کے بعد اجلاسِ دوم شروع ہوا جس میں قیادتوں نے رپورٹس پیش کیں۔ قائد صاحب عمومی نے مجالس اور علاقہ جات سے موصول ہونے والی ماہانہ رپورٹس اور مجالس میں منعقد ہونے والے اجلاسات عام اور اجلاسات عاملہ کے جائزہ جات پیش کئے۔ اسی طرح قائد صاحب ایثار نے شجرکاری پروگرام، چیریٹی واکس، احمدیہ لنگر اور احمدیہ موبائل لنگر، ضعیف العمر انصار کی عیادت اور شعبہ ایثار کے دیگر پروگراموں کی رپورٹس پیش کیں۔ اسی طرح دیگر قائدین نے بھی اپنے شعبہ جات کی رپورٹس پیش کیں۔ اس کے بعد ساڑھے سات بجے شوریٰ کے پہلے روز کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور سب کمیٹیوں کے اجلاسات شروع ہوئے۔

اگلے روز صبح ساڑھے نو بجے دوسرے روز کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اجتماعی دعا سے ہوا جس کے بعد دونوں تجاویز پر بنائی جانے والی سب کمیٹیوں کے صدر صاحبان نے سب کمیٹی کے اجلاس کی رپورٹس پیش کیں نیز اس حوالہ سے لائحہ عمل تجویز کیا۔ اس پر اراکین شوریٰ نے اپنی آراء کا اظہار کیا اور دونوں تجاویز منظور کرنے کی سفارش کی۔ دوپہر 13:30 بجے محترم امیر صاحب جرمنی تشریف لائے اور اراکین شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار کو خدام الاحمدیہ کے لیے نمونہ بننا ہے۔ نماز اور عبادت کے بغیر ایک مومن کی زندگی مکمل نہیں ہوتی۔ مسلمان کی اصل نماز ہی باجماعت نماز ہے۔ اس لیے اس عزم کے ساتھ شوریٰ سے واپس اپنے گھروں میں لَوٹیں کہ باقی افرادِ خانہ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کیا کریں گے۔

شوریٰ کے اختتامی اجلاس میں قائد صاحب عمومی نے شوریٰ کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ بعدازاں صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے اپنے اختتامی کلمات میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے حوالہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اقتباس پڑھ کر سنایا۔ تین بجے سہ پہر دعا کے ساتھ مجلسِ شوریٰ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

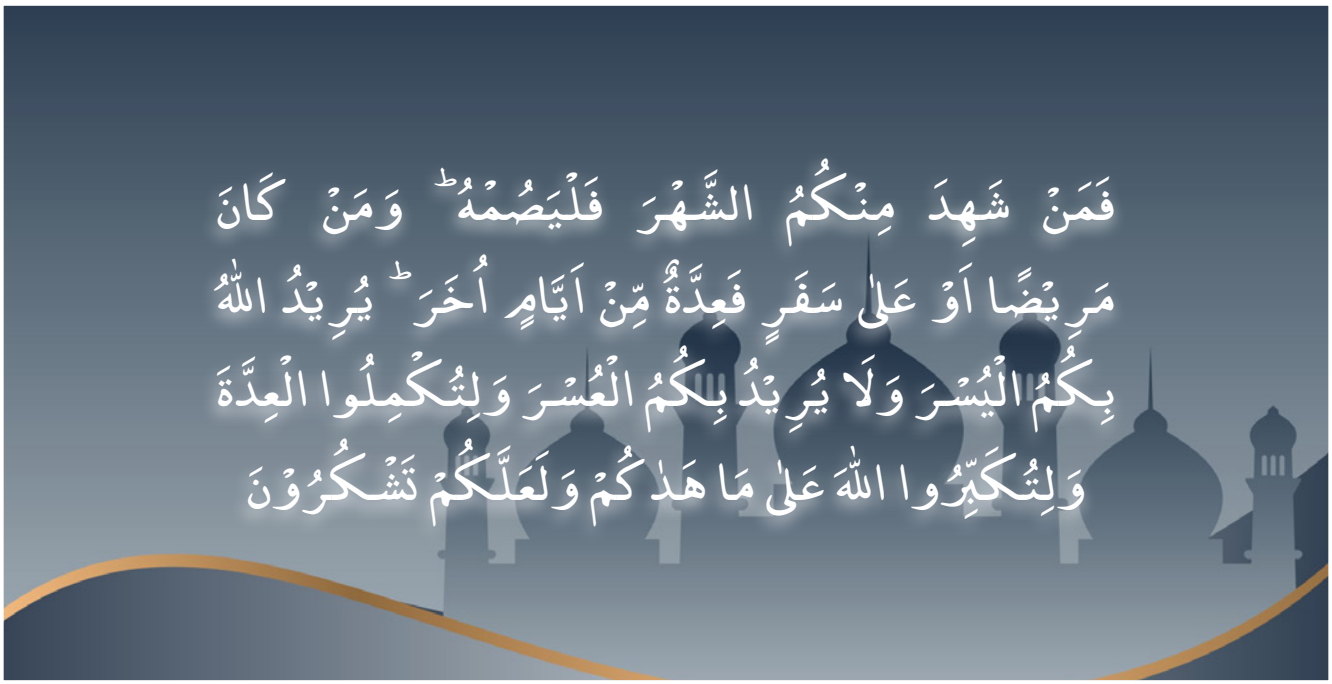
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ
مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

رمضان المبارک: تنویر قلب کے لئے ایک موقع

(مکرم محمد احمد راشد صاحب مربی سلسلہ و انچارج مرکزی ترکی ڈیسک)

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ میں نوع انسانی کے لئے قرآنِ کریم جیسی عظیم ہدایت نازل فرمائی جس میں کھلے نشانات، ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور شامل ہیں۔ اور اس مہینے میں ہر مسلمان پر روزے رکھنا فرض کر دیا اور ہماری آسانی کے لئے یہ سہولت بھی دی کہ جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے ایام میں روزے رکھ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سہولت چاہتا ہے اور یہ کہ ہم اس کی بڑائی بیان کریں اور اس کا شکر بجا لا سکیں۔

لفظ رمضان کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہلِ لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔

(الحکم 24 جولائی 1901ء، ملفوظات جلد اوّل صفحہ 902)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کے تنویر قلب ہونے کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 562-561 ایڈیشن 1988ء)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال ہے اور آگ سے بچانے والا ایک حصن حصین ہے۔ (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ تو میرے لئے ہے اور مَیں ہی اس کی جزا بن جاتا ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ میرا بندہ میری خاطر روزے میں اپنی جائز خواہشات اور اپنے کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے۔ فرمایا روزہ گناہوں کے خلاف ایک ڈھال ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک وہ خوشی جو اسے اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ خدا کے فضل سے اپنے روزوں کو مکمل کر لیتا ہے۔ یہ خوشی اسے دنیا میں ملتی ہے اور ایک وہ خوشی جو اسے آخرت میں ملے گی جب وہ اپنے رب سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے راضی ہوگا۔ روزہ دار کے منہ کی بُو خدا کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ (بخاری کتاب التوحید)

حضرت ابومسعود غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رمضان کے شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری امت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر بنو خزاعہ کے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے اور جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرشِ الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔

درج بالا احادیث رمضان اور روزہ کی اہمیت وفضیلت کے ساتھ ساتھ بتاتی ہیں کہ حقیقی رمضان دراصل لقاء ربانی کا ذریعہ ہے۔

اس زمانہ کی نام نہاد روشنی سے منور مگر تنویر قلب سے محروم بعض مسلمان ان عبادت کو فضول اور بے مقصد قرار دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو سمجھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی عبادات کی حکمت اور رمضان کے تنویر قلب کا ذریعہ ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:

افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بعض مسلمان کہلانے والے ایسے بھی ہیں جو کہ ان عبادات میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ تزکیہ نفس کے واسطے یہ عبادات لازمی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ جس عالم میں داخل نہیں ہوئے اس کے معاملات میں بیہودہ دخل دیتے ہیں اور جس ملک کی انہوں نے سیر نہیں کی اس کی اصلاح کے واسطے جھوٹی تجویزیں پیش کرتے ہیں۔ ان کی عمریں دنیوی دھندے میں گزرتی ہیں۔ دینی معاملات کی ان کو کچھ خبر نہیں۔ کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الٰہی کا نازل کرنا ہے۔ مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اُس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔ خدا سے فیضیاب ہونا چاہو کہ تمام دروازے اس کی توفیق سے کھلتے ہیں۔

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906ء صفحہ 21-20)

آپ روزہ اور تنویر قلب کے مضمون کو اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لیے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں۔ سو مَیں نے کچھ مدّت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا... غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ کو معہ حسنین وعلی رضی اللہ عنہم وفاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز وسرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذّت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبّت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کیے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی''۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 199-197)

رمضان میں تنویر قلب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ماہ رمضان کو اس کی شرائط کے ساتھ گزارنے کی کوشش کرے۔ ان میں سے ایک ماہ رمضان میں قیام لیل اور تہجد کے نوافل کی ادائیگی بھی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ قیام لیل کی برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''عموماً الہامی کتب اور احوال انبیاء واولیاء سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ رات کے وقت کو انتشار روحانیت اور جذب برکات یزدانی کے ساتھ خاص تعلق ہے''۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 234)

ماہ رمضان میں تنویر قلب بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان رمضان کو دعاؤں میں بھی گزارے کیونکہ تنویر قلب اور دعا کا گہرا تعلق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس مضمون کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

''اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہوسکتا ہے تو کہہ دے فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ یعنی مَیں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں۔ چاہیئے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا مَیں نے حکم دیا ہے اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں اور اس طرح سے بہت ترقی ہوگی''۔

(الحکم 17/نومبر 1907ء صفحہ 5)

اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یعنی وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ: یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ مَیں بہت نزدیک ہوں یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آسکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی

پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی بپایہ یقین پہنچتا ہے۔ لیکن چاہیئے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خداترسی کی پیدا کریں کہ مَیں ان کی آواز سنوں! اور نیز چاہیئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے کہ جوان کو معرفتِ تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اسی کو عرفان دیا جاتا ہے۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 260۔ 261)

رمضان میں انسان کو پنج وقتہ فرض نماز کے علاوہ خشوع وخضوع کے ساتھ نوافل پڑھنے نیز تہجد کی ادائیگی کی توفیق بھی ملتی ہے۔ وہ اپنے نوافل کو مقبول دعاؤں سے مزین کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ نور قلب کے لئے دعا ایک بنیادی ہتھیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درج بالا آیات میں رمضان اور دعا کے مضمون کو لازم وملزوم قرار دیا ہے۔

رمضان میں طالب نور کے لئے تنویر قلب کے سامان اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ لہٰذا حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیج دیتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور آگے بڑھ۔ کیا کوئی ہے جو دعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ (کنزالعمال جلد 8 کتاب الصوم قسم الاوّل)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 31 اکتوبر 2003ء میں ان احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اس لئے نوافل کے لئے اُٹھنا بہت ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ صرف سحری کھانے کے لئے اُٹھے، وقت مقرر کرنا چاہیئے نوافل کے لئے بھی"۔

ایک مشہور حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بنیادی اصول یوں بیان کیا گیا ہے: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو مَیں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو مَیں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ آؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو مَیں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو مَیں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا"۔

(ترمذی ابواب الدعوات فی حسن الظن باللہ عزوجل...)

اگر عام دنوں میں اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کی طرف جو دل کے منوّر ہونے کے لئے کوشاں ہو، یوں دوڑے دوڑے آتا ہے تو پھر رمضان میں جبکہ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جنّت کے دروازے طالب کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اس کی اپنے بندہ کی طرف دوڑ کا تو تصوّر بھی ناممکن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تنویر قلب اور رمضان کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے بندوں سے کہہ دو کہ مَیں تو تمہارے قریب ہوں۔ دعا کے مضمون کے بارہ میں۔ دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن تمہیں اگر دعا کے طریقے اور سلیقے آتے ہوں تو مجھے قریب پاؤ گے۔ اس آیت کو روزوں کی فرضیت کی آیت کے ساتھ رکھا گیا ہے اور پھر اس سے اگلی آیت میں بھی رمضان کے بارہ میں احکام ہیں۔ تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تو اپنے سے مانگنے والوں کی باتیں سنتا ہوں۔ لیکن تمہارا بھی تو فرض بنتا ہے کہ جو میرے احکامات ہیں ان کو مانو۔ نیک باتوں پر عمل کرو، بری باتوں کو چھوڑو۔ یہ تو نہیں کہ صرف دنیاداری کی باتیں ہی کرتے رہو۔ کبھی مجھ سے میری محبت کا اظہار نہ ہو۔ جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو آجاؤ۔ گو ایسے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں گرفتار دیکھ کر جب وہ پکارتے ہیں تو ان کی مدد کرتا ہے۔ لیکن جب وہ مصیبت سے نکلتے ہیں تو پھر وہی باغیانہ رویہ اپنا لیتے ہیں۔ تو یہ طریق تو دنیاوی تعلقات میں بھی نہیں چلتے۔ تو بہرحال خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے ان بندوں کے قریب ہوں۔ ان کی دعائیں سنتا ہوں جو میرے قریب ہیں، جن کو میری ذات سے تعلق ہے صرف اپنے دنیاوی مقصد حاصل کروانے کے لئے ہی میرے پاس دوڑے نہیں چلے آتے۔ اب جبکہ تم میرے کہنے کے مطابق روزے رکھ رہے ہو، بہت سی برائیوں کو چھوڑ رہے ہو، نیکی کی تلقین کر رہے ہو، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر رہے ہو، نوافل کی ادائیگی کی طرف توجہ دے رہے ہو تو مَیں بھی تمہاری دعاؤں کو سنتا ہوں، جواب دیتا ہوں۔ مَیں تو اس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ میرا کوئی بندہ خالص ہو کر مجھے پکارے تو مَیں اس کی پکار کا جواب دوں۔ اب جبکہ تم خالص ہو کر مجھے پکار رہے ہو، مجھ پر کامل ایمان رکھتے ہو، میرے بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو، ان کا خیال رکھ رہے ہو، رمضان میں غریبوں کے روزے رکھوانے اور کھلوانے کا بھی اہتمام کر رہے ہو، توجہ دے رہے ہو، لڑائی جھگڑوں سے دُور ہو، معاف کرنے میں پہل کرنے والے ہو، انتقام سے دور ہٹنے والے ہو، کیونکہ کامل ایمان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بھی کامل ایمان اور یقین ہو، اس لئے میری صفات کو ہر وقت ہمیشہ مدّنظر رکھنے والے بھی ہو اور اپنی استعدادوں کے مطابق ان کو اپنانے والے ہو، تو اے میرے بندو! مَیں تمہارے قریب ہوں، تمہارے پاس ہوں، تمہاری دعاؤں کو سن رہا ہوں تمہیں اب کوئی غم اور فکر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور رمضان کے مہینے میں تو مَیں اپنی رحمت کے دروازے وسیع کر دیتا ہوں"۔ (خطبہ جمعہ 31 اکتوبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان اس کی تمام شرائط کے ساتھ اس طرح گزارنے کی توفیق دے کہ ہم سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے مصداق بن جائیں کہ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلّی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 562-561 ایڈیشن 1988ء)

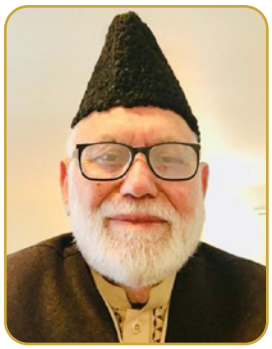

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

(مکرم خواجہ محمد افضل بٹ صاحب روچسٹر نیویارک اسٹیٹ)

رمضان المبارک کا پورا مہینہ دیگر مہینوں سے زیادہ اہمیت کا حامل اور مہینوں کا سردار ہے۔لیکن اس کے آخری دس دنوں کی اہمیت اور عظمت بہت زیادہ ہے کہ یہ عشرہ جہنم کی آگ سے نجات کا عشرہ ہے اور رسول کریم ﷺ پورا رمضان عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے۔مگر آخری دس دنوں میں آپ ﷺ کی عبادت میں کئی گنا اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ کمر کس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے، اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور یہ ایّام اعتکاف میں گزارتے۔ (بخاری کتاب الصوم) اسی طرح اس عشرہ میں افضل ترین رات یعنی لیلۃ القدر آتی ہے یہ طاق راتوں میں سے ایک نہایت بابرکت رات ہے۔اس کا ثواب ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اس اعتبار سے آخری عشرہ میں توبہ استغفار اور بخشش کی دعائیں مانگنی چاہئیں۔

جب کسی پیاری چیز کے الوداع ہونے کا وقت آتا ہے تو بے اختیار جذباتِ محبّت جوش مارتے ہیں۔ کچھ یہی کیفیت ہمارے آقا سیّد و مولیٰ، آنحضرت ﷺ کی رمضان کے آخری ایام میں ہوتی۔ جب روحانیت کی بہار اپنی رونق دکھا کر رخصت ہونے کو آتی تو آپ برکاتِ رمضان کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتے۔حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش و محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایّام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔ (ابن ماجہ)

رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کی ایک اور برکت آنحضورؐ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

''رمضان کی آخری رات میں میری اُمّت کی مغفرت ہوتی ہے''۔آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسولؐ! کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے اور یہ مغفرت اس کا اجر ہے۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ) کتنے مبارک ہیں وہ روزہ دار اور رمضان کی عبادات بجالانے والے جن کو جلد ہی ان کا اجر دے دیا جاتا ہے۔

آگ سے نجات پانے کی دعائیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

جو لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب! یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا۔

(الفرقان:66)

وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ (المؤمن:10-8)

اے ہمارے رب! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعائیں

اَسْاَلُكَ أَنْ تُعِيْذَنِي مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِيْ (ابن ماجہ)

میرا سوال تیرے دربار میں یہ ہے کہ مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دے اور میرے گناہ بخش دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری)

اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ دے۔

اَسْئَلُكَ اَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ النَّارِ

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو آگ سے بچا۔

يَا شَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ (ترمذی)

اے دلوں کو تسکین عطا کرنے والے! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح بھرے سمندروں میں تو انسان کو بچالیتا ہے اُسی طرح مجھے آگ کے عذاب سے بچالے۔ ہلاکت کی آواز اور قبر کے فتنہ سے مجھے پناہ دے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (ترمذی)

اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا کریم ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما۔ (دعالیلۃ القدر)

رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ (ابوداؤد)

اے میرے پروردگار! میں آگ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ترمذی)

اے اللہ! تو ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا، اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچالینا۔

اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

میں آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (ابوداؤد)

اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ (ترمذی)

میں آگ والوں کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

أَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ أَنْ لَّا تَشْوِيَ خَلْقِي بِالنَّارِ (مستدرک)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے وجود کو آگ سے نہ جھلسانا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ۔ (ابن ماجہ)

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر ہم سے راضی ہو اور ہم سے دعائیں اور عبادتیں قبول کر اور ہمیں جنت میں داخل کر اور آگ سے بچا اور ہمارے سب کام خود بنادے۔

اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ (مستدرک)

اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کی تپش کے شر سے۔

اس کے علاوہ دعائے قنوت۔ درود شریف۔ دعاء لیلۃ القدر صفات الٰہیہ کے ذکر میں بھی آگ سے نجات طلب کی گئی ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ (البدر)

رَبِّ اَخْرِجْنِي مِنَ النَّارِ

اے میرے رب مجھے آگ سے نکال۔

رَبِّ ارْحَمْنِي إِنَّ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ يُنْجِي مِنَ الْعَذَابِ۔

اے میرے رب! مجھ پر رحم فرما اور تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

رَبِّ سَلِّطْنِي عَلَى النَّارِ۔

اے میرے رب! مجھے ہر آگ پر غلبہ عطا کر دے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَخْرَجَنِيْ مِنَ النَّارِ۔

سب تعریف اس خدا کے لئے جس نے مجھے آگ سے نکالا۔

اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنے کسی جگہ بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اس سے یہ مراد ہے کہ عبادت کی نیّت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہر جائے۔ جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے:

اَللَّبْثُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ

یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ (ہدایہ باب الاعتکاف)

قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب میں بھی اعتکاف کا وجود پایا جاتا تھا۔ جیسا کہ کلام پاک میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ذکر میں آیا ہے:

وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِمَ وَإِسْمٰعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرۃ:126)

''اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں

اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو''۔

بعثت سے قبل ہمارے پیارے نبی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کئی کئی روز دنیا سے الگ تھلگ ہو کر غارِ حرا میں اپنے رب کی عبادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ بھی ایک طرح کا اعتکاف ہی تھا۔ گویا انسان جب اور جس دن چاہے اعتکاف بیٹھ سکتا ہے اور اس کے لئے کوئی معین وقت اور دن مقرر نہیں۔ لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف مسنون ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنّت کی پیروی کرتی رہیں''۔

(بخاری ومسلم کتاب الاعتکاف)

اعتکاف کتنے دن بیٹھنا چاہیئے؟

روایات میں ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آپ کی وفات ہوئی۔ اس سال آپ بیس دن کا اعتکاف بیٹھے۔

(بخاری باب الاعتکاف)

اعتکاف میں کب بیٹھنا چاہیئے

اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہیئے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارہ میں واضح روایات موجود ہیں کہ آپؐ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جب بیس رمضان کی صبح کو اعتکاف کے لئے بیٹھا جائے۔ مستند روایات میں ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ بیس رمضان کی نماز فجر ادا کرنے کے بعد معتکف میں چلے جاتے تھے۔ جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا۔ (مسلم باب متی یدخل من اراد الاعتکاف)

اعتکاف کس جگہ بیٹھنا چاہیئے

اعتکاف کے لئے سب سے موزوں اور مناسب جگہ مساجد ہیں۔ کیونکہ یہی وہ جگہیں ہیں جو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی عبادت کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ قرآنِ کریم بھی اسی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ (البقرۃ:188) جب کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔

احادیث مبارکہ میں بھی مساجد ہی میں اور خاص طور پر جامع مسجد میں اعتکاف کرنے کی توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ (ابو داؤد المعتکف یعود المریض)

یعنی جامع مسجد کے علاوہ اعتکاف نہیں ہوسکتا۔ یعنی ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا چاہیئے جہاں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہوں لیکن مجبوری کی بنا پر مساجد سے باہر بھی اعتکاف ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ جگہ جو نماز کے لئے مخصوص کی گئی ہو وہاں اعتکاف کرنا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مسجد کے باہر اعتکاف ہوسکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا''۔ (روزنامہ الفضل 6 مارچ 1962ء)

عورتیں بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے اعتکاف کرنا مستحبّ ہے۔

اعتکاف میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے

اعتکاف بیٹھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہانے اور بال کٹوانے کے لئے بھی مسجد سے باہر نہیں آنا چاہیئے۔ البتہ ضروری امور مثلاً وضو یا غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اس کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، بال کٹوانے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر جانے کو جائز نہیں سمجھتے۔ اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ مُعتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کرسکتا ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا: ''سخت ضرورت کے سبب کرسکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے''۔ (بدر 21 فروری 1907ء)

دورانِ اعتکاف معتکف کو کیا کرنا چاہیئے

اعتکاف بیٹھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت یادِ الٰہی اور عبادت میں گزارے۔ ادھر اُدھر کی باتوں سے اجتناب کرے۔ تلاوت قرآنِ کریم بہترین ذکرِ الٰہی ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''معتکف کلی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری ہی قسم میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ تُو مجھ پر رحم فرمائے''۔

(دُرِّ منثور جلد اوّل زیر آیت وانتم عاکفون فی المساجد)

اعتکاف کی اہمیت وبرکات

ہمارے پیارے آقا حضور نبی کریم ﷺ اعتکاف کی اہمیت وفضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق ومغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا''۔

(ابن ماجہ کتب الاعتقاد باب ثواب الاعتکاف)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اُسے ان نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی انہیں بجالا رہا ہے''۔

(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب ثواب الاعتکاف صفحہ 127)

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ
مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
اور اسی طرح تیرا ربّ تجھے (اپنے لئے) چُن لے گا اور تجھے معاملات کی تہ تک پہنچنے کا علم سکھا دے گا۔ (سورۃ یوسف:07)

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

قسط نمبر 3

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

باپ کی شکل پر خدا تعالیٰ کو دیکھنا

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے رَاَیتُ رَبِّیْ علیٰ صُورَۃِ اَبِی یعنی میں نے اپنے ربّ کو اپنے باپ کی شکل پر دیکھا۔ مَیں نے بھی اپنے والد صاحب کی شکل پر اللہ تعالیٰ کو دیکھا ان کی شکل بڑی بارُعب تھی انہوں نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا، اس لیے بڑے بلند ہمّت اور عالی حوصلہ تھے۔ غرض مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے۔ اس میں سرّ یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلّق شدید رکھتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کا باپ کی شکل میں نظر آنا اس کی عنایت تعلق اور شدّت محبّت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے قرآنِ شریف میں بھی آیا ہے۔ کَذِکرِ کُمْ اٰبَآءَ کُمْ (البقرہ:201) اور میرے الہامات میں یہ بھی ہے۔ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ۔ یہ قرآنِ شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 68 طبع 2018ء)

16۔ اکتوبر 1902ء کو بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے تو آپ نے بیٹھتے ہی اپنی ایک رویا سنائی کہ ’’مَیں نے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا (دراصل ملائکہ کا تمثل تھا مگر آپ کی صورت میں) آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہے گویا مجھے مارنے کے لئے ہے مَیں نے کہا۔ کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے جب مَیں یہ کہتا ہوں۔ تو ان کی آنکھیں پُر آب ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ ایسا ہی کرتے ہیں تو مَیں یہی کہتا ہوں۔ آخر دو تین بار جب اسی طرح ہوا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الہام میں یوں بھی فرمایا ہے۔ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ۔ اور یہ قرآنِ شریف کی ایک آیت کے موافق بھی ہے۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ (المائدۃ:19)۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 255 طبع 2018ء)

بادل

فرمایا: مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بادل چڑھا ہے۔ مَیں ڈرا ہوں مگر کسی نے کہا کہ تمہارے لیے مبارک ہے۔ قرآنِ کریم سے بھی ثابت ہے کہ عذاب کو بادل کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے۔ یہ لوگ نشان

پر نشان دیکھتے ہیں مگر کچھ پروا نہیں کرتے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے فعل کو عبث نہیں جانے دے گا۔ جو اس کے فعل کو عملی رنگ میں عبث قرار دیتے ہیں وہ ضرور پکڑے جاویں گے۔موسیٰؑ کے زمانہ کی طرح ایک نشان سے بڑھ کر دوسرا نشان دکھایا جاتا ہے مگر ان کی فرعونیت فرعون سے بھی بڑھ گئی۔ اپنی تدبیروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔مگر دیکھو کیسی اُلٹی منہ پر پڑتی ہے۔ رائے ظاہر کی کہ طاعون اب روبہ کمی ہے۔اس کا کیڑا مَر چکا ہے۔مگر دیکھو کہ اس سال تمام پچھلے سالوں سے بڑھ کر مَری پڑی ہے اور آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے؟ معلوم ہوتا کہ اس سے بھی بڑھ کر پڑے گی۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 183،182 طبع 2018ء)

بارش

’’آج رات مَیں نے 18؍ستمبر 1899ء کو بروز دوشنبہ خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے۔ آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے۔ مَیں نے شاید خواب میں یہ کہا کہ ہم تو ابھی دُعا کرنے کو تھے کہ بارش ہو، سو ہو ہی گئی۔ مَیں نہیں جانتا کہ عنقریب بارش ہو جائے یا ہمارے الہام 13؍ستمبر 1899ء ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ کے متعلق خدا کی رحمت اور فتح اور نصرت کی بارش ہماری جماعت پر ہوگی یا دونوں ہی ہو جائیں۔ ہماری خواب سچی ہے۔ اس کا ظہور ضرور ہوگا۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی یعنی یا تو خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے بارانِ رحمت کا دروازہ آسمان سے کھُلے گا یا غیر معمولی کوئی نشان روحانی فتح اور نصرت کا ظاہر ہوگا مگر نشان ہوگا نہ معمولی بات‘‘۔

(الحکم جلد 3 نمبر 36 مؤرخہ 10؍اکتوبر 1899ء صفحہ 7)

’’مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا ہے اور مجھے یہ ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 305 طبع 2023ء)

کسی کو باغ میں دیکھنا اس کی تعبیر

مولوی صدرالدین صاحب سابق مبلغ ایران نے خاکسار عبداللطیف بہاولپوری مرتب تذکرہ کو اپنی روایات کی کاپی میں سے ایک یہ روایت سنائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فضل الدین صاحب المعروف فجّا نے انہیں ایک روایت سنائی کہ ’’ایک دفعہ اتفاقاً ایک لیمپ میں تیل ڈالتے ہوئے میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی..... میرا بہت سا جسم جل گیا اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کہنے لگے کہ یہ بیس منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرمانے لگے کہ ایک گھنٹہ بمشکل زندہ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے کہ ’’مَیں نے ابھی رویا دیکھا ہے اور اس کو باغ میں دیکھا ہے۔ مطلب یہ کہ اولاد والا ہوگا۔... پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے ساری رات دُعا کی اور حضرت ام المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور دو اور عورتوں کو پاس باری باری بٹھایا اور ساری رات میرے لئے دُعا کی اور آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے نجات بخشی اور شفا عطا فرمائی‘‘۔

(کاپی مولوی صدرالدین صاحب) بحوالہ تذکرہ صفحہ 796 طبع 2023ء)

بجلی چمکنا

مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا جس میں انہوں نے بجلی دیکھی تھی۔اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

شائد کوئی تیس برس کا عرصہ گزرا ہوگا کہ مَیں نے بھی ایک خواب دیکھا کہ اب جس مقام پر مدرسہ کی عمارت ہے وہاں بڑی کثرت سے بجلی چمک رہی ہے بجلی چمکنے کی یہ تعبیر ہوتی ہے کہ وہاں آبادی ہوگی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 437 طبع 2018ء)

بحر / دریا

حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل خواب سنایا جو گذشتہ شب کو آیا تھا فرمایا کہ: مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر ذخار کی طرح ایک دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو اُلٹا بہنے لگا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 53 طبع 2018ء)

2 جولائی 1905ء، رویا: ’’دیکھا کہ ایک بڑا دریا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز نکلی جس میں سے شعلے نکلتے ہیں اور ہمارے سامنے ہوئی جیسا کہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیشکش کرتا ہے۔ وہ چیز ہم نے لے لی۔ تو وہ ایک ٹوپی تھی جس کو ہم نے سر پر رکھ لیا۔ اس کے بعد دریا نے ایک اَور چیز پیش کی جو ایک چغہ کی شکل میں تھی، وہ بھی ہم نے لے لی۔

فرمایا: دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا اسی کی مانند کوئی اَور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم و فضل و کمال ہوتا ہے اور اس کے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادموں میں داخل ہونا یا معتقد ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 521 طبع 2023ء)

برکت / کامیابی

جماعت کے مستقبل کے بارے میں ایک کشف:

’’مجھے بڑے ہی کشف صحیح سے معلوم ہوا کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ مَیں تجھے یہاں تک برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اس طرف رجوع کرے گی‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 416 طبع 2018ء)

بلاؤں میں جندرے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی ایک رؤیا اور اس کی تعبیر:

عاجز راقم نے اپنی رؤیا بیان کی کہ ’’مَیں رات مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے بہت دعا کرتا تھا تو تھوڑی غنودگی میں ایسا معلوم ہوا کہ مَیں کہتا ہوں یا کوئی کہتا ہے

''بلاؤں میں جندرے مارے گئے''۔ فرمایا: ''مبشر ہے''۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 252 طبع 2018ء)

بنی اسرائیل

5اپریل 1905: كَفَفْتُ عَنْ بَنِي إِسْرَاءِيلَ مَیں نے بنی اسرائیل سے (دشمن کا حملہ) روک دیا۔

فرمایا۔ ''بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف وارد ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے۔ وہ لوگ جو ان پر بے جا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے اور پیشگوئی کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بے جا حملہ کرنے والے روک دیئے جائیں گے اور ایسے نشان ظاہر ہوں گے کہ اُن کی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا''۔

(تذکرہ صفحہ 498 طبع 2023ء)

بھیڑ کو ذبح کیا جانا

اسی طرح ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ ایک نالی شرقاً اور غرباً بہت لمبی صدہا میل تک کھدی ہوئی ہے اور اس کے اوپر بے شمار بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک بھیڑ کے سر پر ایک قصاب ہاتھ میں چھری لئے ہوئے طیّار بیٹھا ہے اور آسمان کی طرف ان کی نظر ہے جیسے حکم کا انتظار ہے میں اُس وقت اُس مقام پر ٹہل رہا ہوں اور ان کو دیکھ رہا ہوں ان کے نزدیک جاکر میں نے کہا

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ

(الفرقان:78) انہوں نے اُسی وقت چھریاں پھیر دیں کہ حکم ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ خلیفہ جو ہوتا ہے وہ آسمان سے ہوتا ہے اس لئے مَیں نے جو آواز دی تو انہوں نے سمجھا کہ حکم ہوگیا اور جو آواز آسمان سے آنی تھی وہ مَیں نے کہی۔ جب وہ بھیڑیں تڑپیں تو انہوں نے کہا کہ تم چیز کیا ہو میلا کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ ان ایام میں ستّر ہزار آدمی ہیضہ سے مرا تھا 1882ء کا ذکر ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 9 طبع 2018ء)

بھینس: پتھر اور بھینس کی تعبیر

''مجھے 21 رمضان المبارک 1316ھ (فروری 1899ء۔ناقل) جمعہ کی رات میں جس میں انتشارِ رُوحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی سے مینہ برس رہا تھا، ایک رؤیا ہوا۔ یہ رؤیا اُن کے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تُو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بن جائے۔ تب مَیں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جس کو کبھی مَیں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب مَیں نے یہ معلوم کرتے ہی اس پتھر کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر بعد اس کے مَیں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے۔ اور مَیں اس دُعا میں محو ہوگیا۔ جب بعد اس کے مَیں نے سَر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اُس کی آنکھوں پر پڑی۔ اس کی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔ تب مَیں یہ دیکھ کر کہ خدا نے پتھر کو جس کی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا۔ جس کی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور خوبصورت اور مفید جاندار ہے۔ خدا کی قدرت کو یاد کر کے وجد میں آ گیا۔ اور بلا توقف سجدہ میں گرا۔ اور مَیں سجدہ میں بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی بزرگی کا ان الفاظ سے اقرار کرتا تھا کہ: رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ اور اس قدر اُونچی آواز تھی کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ آواز دُور دُور جاتی تھی۔ تب مَیں نے ایک عورت سے جو میرے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانو تھا۔ اور غالباً اس دُعا کی اُس نے درخواست کی تھی یہ کہا کہ دیکھ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے پتھر کو بھینس بناکر آنکھیں عطا کیں۔ اور مَیں یہ اُس کو کہہ رہا تھا کہ پھر یک دفعہ خدا کی قدرت کے تصوّر سے میرے دل نے جوش مارا اور میرا دل اُس کی تعریف سے پھر دوبارہ بھر گیا اور پھر مَیں پہلی طرح وجد میں آکر سجدہ میں گر پڑا۔ اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر یہ کہتے ہوئے گراتا تھا کہ یاالٰہی! تیری کیسی بلند شان ہے تیرے کیسے عجیب کام ہیں کہ تُو نے ایک بے جان پتھر کو بھینس بنا دیا۔ اُس کو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اُس کے دودھ کی بھی امید ہے۔ قدرت کی باتیں ہیں کہ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ مَیں سجدہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھُل گئی۔ قریباً اُس وقت رات کے چار بج چکے تھے، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف جو میرے پر خلاف واقعہ اور سراسر جھوٹ باتیں بنا کر گورنمنٹ تک پہنچاتے ہیں، وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو بھینس بنا دیا اور اُس کو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں، اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حُکّام کو بصیرت اور بینائی عطا کرے گا۔ اور وہ اصل حقیقت تک پہنچ جائیں گے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب''۔

(حقیقۃ المہدی، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 443 تا 445)

بیسنی روٹی

ایک دوست نے خواب میں بیسنی روٹی دیکھی اس کی تعبیر میں فرمایا کہ: اس سے مراد کچھ تکلیف ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 446 طبع 2018ء)

بینگن

چنے، مولی، بینگن اور پیاز کی تعبیر:

24 اکتوبر 1905ء: ''فرمایا۔ کہ آج رات مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تھوڑے سے چنے بھُونے ہوئے سفید ہیں اور اُن کے ساتھ ہی منقّہ بھی ہے۔ فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے کہ چنے، مُولی، بینگن یا پیاز خواب میں دیکھیں تو کوئی امرِ مکروہ پیش آتا ہے۔ لیکن منقہ دِل کو قوت دینے والی شَے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے۔ اِس خواب سے

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امرِ مکروہ چھوٹا یا بڑا درپیش ہے جو منقّہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی۔
(ملفوظات جلد 8 صفحہ 12 طبع 2018ء)

پانی

حضور علیہ السلام نے اپنے چند الہامات کا ذکر کر کے فرمایا:
"ان الہامات پر غور کر کے میں بھی سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے۔ پہلے بھی یہ الہام ہوا تھا۔ اُس وقت اس کے ساتھ ایک رؤیا بھی تھی کہ ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا۔ وہ پانی بڑا ہی مصفّٰی اور مقطّر تھا مگر وہ تھوڑا سا تھا اور اس کے ساتھ الہام ہوا تھا "آبِ زندگی" غرض زندگی کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو پھر بھی تھوڑا ہی ہے۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 110 طبع 2018ء)

پرندہ

3 جنوری 1904ء:
''اِنِّیْ سَاَنْصُرُكَ۔ نصرت و فتح و ظفر تا بست سال۔ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ''۔
(ترجمہ از مرتب تذکرہ) مَیں تجھے جلد ہی مدد دوں گا۔ نصرت اور فتح اور ظفر بیس 20 سال تک۔ مَیں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو۔ 20 سال سے متعلق مرتب کی طرف سے نوٹ لکھا ہے کہ: یہ الہام 4 جنوری اور 27 جنوری 1904ء کا ہے۔ 1904ء میں بیس سال جمع کرنے سے 1924ء بنتا ہے۔ مذکورہ الہام میں 1924ء کی طرف اشارہ ہے جب مسجد فضل لندن کا قیام عمل میں آیا تھا۔ چنانچہ اب جو عظیم عالمی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا ہے ان کا تعلق اسی مسجد سے ہے اور یہی سال طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ کا آغاز اور عالمی فتح و ظفر کی ابتداء ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس رؤیا کی تعبیر ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حضور تحریر فرماتے ہیں:
''ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور مَیں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے''۔
(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376، 377 تذکرہ صفحہ 469)

پھل

فرمایا کہ: رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک آنب ہے جسے مَیں نے تھوڑا سا چُوسا تو معلوم ہوا کہ وہ تین پھل ہیں جب کسی نے پوچھا کہ کیا پھل ہیں تو کہا کہ ایک آم ہے ایک طوبا (الحکم میں طوبیٰ لکھا ہے) اور ایک اَور پھل ہے۔
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 219 طبع 2018ء)

تعبیر از مکتوب مؤرخہ 8 جون 1886ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ:
"شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے۔ مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں۔ مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے، وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیے گئے، جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب''۔ (تذکرہ صفحہ 124,125 طبع 2023ء)

پیاز

مرزا ایوب بیگ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ (جب رمضان شریف میں) 6/اپریل 1894ء کو گرہن لگنا تھا... کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے آپؑ نے اس شیشہ میں سے دیکھا تو نہایت ہی خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی۔ حضورؑ نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اِس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا اور اِس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا... تھوڑی دیر بعد سیاہی بڑھنی شروع ہوئی حتیٰ کہ آفتاب کا زیادہ حصّہ تاریک ہو گیا۔ تب حضورؑ نے فرمایا کہ
''ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا۔ اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے یہ غم ظہور میں آیا''۔ (تذکرہ صفحہ 754 طبع 2023ء)

پیسے

3 اگست 1905ء: ''رؤیا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جس میں کچھ پیسے ہیں۔ کچھ پیسے اس میں سے نکل کر باہر سامنے بھی پڑے ہیں۔ اس کے بعد الہام ہوا: "تیرے لئے میرا نام چمکا" فرمایا۔ اِس الہام سے پہلے اگرچہ خواب میں پیسے دیکھے گئے جو کسی جھگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہیں مگر وحیِ الٰہی صریح لفظوں میں دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جس کے واقعہ سے خدا تعالیٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں پر ظاہر کرے گا''۔
(ملفوظات جلد 7 صفحہ 176 طبع 2018ء)

مربیانِ سلسلہ جماعت احمدیہ جرمنی کا ایک خصوصی ریفریشر کورس

رپورٹ: مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب و کامران احمد صاحب، مربیان سلسلہ

مؤرخہ 7 تا 10 فروری 2025ء جرمنی بھر کی مقامی جماعتوں میں متعیّن مربیانِ سلسلہ کا ایک خصوصی ریفریشر کورس اسلام آباد (یوکے) میں منعقد ہوا جس میں 66 مربیان نے شرکت کی۔ مربیانِ سلسلہ گروپس کی شکل میں 6 فروری کو جرمنی سے سفر کر کے بیت الفتوح پہنچے اور چار روز تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے، بزرگان سلسلہ سے ملاقاتیں کرنے اور قصر خلافت اسلام آباد کے بابرکت پاکیزہ ماحول سے مستفیض ہوتے رہے۔

پہلے روز مربیانِ سلسلہ کو جملہ نمازوں کے ساتھ نماز جمعہ بھی پیارے آقا کی اقتداء میں ادا کرنے کا موقع ملا۔ اسی روز نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد محترم مولانا منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کے ساتھ پہلی نشست ہوئی۔ اس دوران موصوف نے خلافت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے روزانہ مشاہدہ کرنے کا تفصیل سے ذکر کیا۔ آپ نے اپنی زندگی وقف کرنے کی دلچسپ داستان سناتے ہوئے وقف کی برکات سے مربیانِ سلسلہ کو آگاہ کیا۔ خلفاء کرام کی جمالی و جلالی شان اور شفقت کے واقعات جن سے آپ ذاتی طور پر مستفیض ہوتے رہے، کا ایمان افروز تذکرہ کیا۔

دوسرے روز مؤرخہ 08 فروری بروز ہفتہ ریفریشر کورس کی دوسری نشست مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جس میں موصوف نے تعارف کے بعد وکالت مال کے مختلف شعبہ جات اور ان کے کاموں کی تفصیل بتائی۔ آپ نے اپنے ذاتی تجربات کی روشنی میں مربیانِ سلسلہ کو اپنی مساعی میں بہتری لانے سے متعلق قیمتی نصائح سے نوازا۔

تیسری نشست مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص کے ساتھ ہوئی۔ جس میں موصوف نے اپنے تعارف کے بعد مربیانِ کرام کو فیلڈ میں اپنے بزرگان کے نقشِ قدم پر چلنے کے متعلق نصائح کیں۔ اسی طرح آپ نے خلافت کے ساتھ تائید الٰہی کے حیرت انگیز واقعات بڑے سادہ لیکن پر اُثر انداز میں بیان کیے، جو ازدیادِ ایمان کا باعث بنے۔

دوسرے دن کی آخری نشست محترم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کے ساتھ ہوئی۔ جس میں آپ نے پیارے آقا کی طرف سے دنیا بھر کے مربیانِ کرام کو وقتاً فوقتاً کی گئی نصائح بیان کیں۔ اسی طرح

ابتدائی مبلغین اور بزرگان سلسلہ کے ایمان افروز حالات وواقعات جذبات میں ڈوب کر بیان کیے۔جس سے مربیانِ کرام کو اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ ہمیں بھی اپنے بزرگان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وقف کی روح کو سمجھتے ہوئے تادمِ آخر وقف پر قائم رہنا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر کماحقہ عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے،ان شاءاللہ۔ آپ نے بھی مربیان کے سوالات کے جوابات دیئے۔نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد مربیانِ سلسلہ یوکے کی ایک ٹیم کے ساتھ فٹ بال کا ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا۔جس میں دونوں ٹیمز نے دو دو گول کر کے میچ کو برابر کیا،اس میچ سے مربیانِ کرام اور ناظرین دونوں بہت محظوظ ہوئے۔

تیسرے روز 9 فروری بروز اتوار نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد ایک نشست محترم عابد وحید خان صاحب مرکزی پریس سیکرٹری کے ساتھ منعقد ہوئی۔اس نشست میں محترم خان صاحب نے موجودہ دَور کے مسائل بیان کر کے بتایا کہ ان سے کیسے نمٹنا چاہیئے نیز سوشل میڈیا اور عصر حاضر میں مربیانِ کرام کی ذمّہ داری کے حوالہ سے نصائح کیں۔ اس کے بعد مربیان نے موصوف سے حالات حاضرہ کے متعلق سوالات کر کے اور رہنمائی بھی حاصل کی۔

اس روز دوسری نشست محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کے ساتھ منعقد ہوئی۔محترم موصوف نے مربیانِ کرام کو واقعات کے رنگ میں سبق آموز نصائح فرمائیں۔ نیز حضورانور کے طرزِ زندگی کے بارے میں بہت سی حیران کن باتیں بتائیں خصوصاً غانا میں بطور واقفِ زندگی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیسے دن گزارے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے پیارے آقا کی گھر کی مصروفیات بھی بتائیں۔ ایک بات جس کا ذکر آپ نے خاص طور پر کیا کہ حضور اپنے اوقات کو ضائع نہیں ہونے دیتے بلکہ ایک بھرپور منصوبہ بندی کے ساتھ دن گذارتے ہیں۔اس کے بعد مربیانِ کرام کو مختلف موضوعات پر سوالات کرنے کا بھی موقع ملا،جس میں زیادہ تر حضورانور کی مصروفیات اور طرز زندگی کے متعلق سوالات کیے گئے۔

اس روز کی آخری نشست محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل التعمیل والتنفیذ کے ساتھ ہوئی۔ دعا کے بعد تمام مربیانِ سلسلہ نے اپنا تعارف کرایا۔اس کے بعد آپ نے وکالتِ تعمیل وتنفیذ کے کام اور اس کا تعارف پیش کیا۔ بعدہٗ خلافتِ خامسہ کے دَور میں انڈیا میں ہونے والی جماعتی ترقیات پر آپ نے روشنی ڈالی اور بہت سی نئی عمارات جو اس دَور میں قادیان میں جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بنانے کی توفیق عطا فرمائی ان کا ذکر و تعارف کروایا۔ آخر میں مربیانِ کرام کی طرف سے سوالات کیے گئے اور موصوف نے مدلل جوابات دیئے۔

ریفریشر کورس کا چوتھا روز مورخہ 10 فروری بروز سوموار وہ خوش نصیب دن تھا جس کا سب مربیان کو بڑی شدّت سے انتظار تھا۔ کیونکہ اس دن پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہونا تھی۔مربیانِ کرام صبح گیارہ بجے اسلام آباد پہنچے تو مکرم امیر صاحب و مکرم مبلغ انچارج صاحب کی قیادت میں مربیانِ سلسلہ ایم ٹی اے سٹوڈیو اسلام آباد میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔سوا بارہ بجے پیارے آقا تشریف لائے تو تمام مربیان نے اپنے آقا کا استقبال کھڑے ہو کر کیا۔حضورانور نے دعا کروائی جس سے ملاقات کا آغاز ہوا۔ملاقات میں حضورانور نے مربیان کو مختلف نصائح فرمائیں۔جس میں بالخصوص پیارے آقا نے مربیانِ کرام کو اپنا جائزہ لینے، نیز افراد جماعت کے لیے نمونہ بننے کے متعلق ہدایت فرمائیں۔حضورِانور نے مفصل ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ تقریریں کرتے ہیں، سٹیج پر کھڑے ہوتے ہیں اور قرآنِ کریم، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور بزرگوں کے واقعات کے حوالے دیتے ہیں تو اس سے پہلے غور کر لیا کریں کہ یہ باتیں جو آج مَیں کہنے جا رہا ہوں، ان پر میرا کس حد تک عمل ہے؟ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ وہ باتیں کیوں کہتے ہو کہ جو تم کرتے نہیں۔حضورِانور نے اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے، علم میں اضافہ کرنے، لوگوں سے پیار و محبّت کا سلوک کرنے اور لوگوں کے سامنے نمونہ بننے کی طرف تلقین فرمائی۔حضورِانور نے ہمہ وقت اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی جانب توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر وقت اپنی حالتوں کا جائزہ بھی لیتے رہنا چاہیے اور ہر وقت یہ سوچیں کہ مَیں نے وقف کیا ہے، تو وقفِ زندگی کا تقاضا کیا ہے۔مزید برآں حضورِانور نے وقت کی تقسیم کے اعتبار سے اپنی ذاتی اور جماعتی ترجیحات کو ترتیب دینے کی بابت تلقین فرمائی کہ دیکھیں کہ آپ کے کتنے گھنٹے مقامی مسائل کے لیے خرچ ہوتے ہیں، کتنے گھنٹے آپ جماعت کی تربیت کے لیے دیتے ہیں، کتنے گھنٹے آپ تبلیغ کے لیے دیتے ہیں، کتنے گھنٹے آپ اپنے علم میں اضافے کے لیے دیتے ہیں اور کتنے گھنٹے آپ عبادتوں کے لیے دیتے ہیں؟ حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ لوگوں سے سختی نہیں کرنی، نرمی کرنی ہے، پیار اور محبّت سے سمجھاؤ، جب سمجھانا ہے۔تو اصل چیز یہی ہے کہ مربی کا اپنا نمونہ ہو اور فیلڈ کے مربیان کو تو نمونہ دکھانا ہوگا، تو تبھی فائدہ ہے، ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔دریں اثنا حضورِانور نے فرمایا کہ جو خلیفہ وقت کے احکامات ہیں ان کے مطابق چلنے کی کوشش کریں اور ان کی تشریحات وہی کریں، جو جماعتی نظام یا خلیفہ وقت کے منشاء کے مطابق ہوں۔حضورِانور نے مستقل تربیت کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے تاکید فرمائی کہ لوگوں کی مستقل تربیت کریں تو ٹھیک ہے، مربی کا کام کیا ہے؟ تربیت کرنا کام ہے۔اس لیے مربیان کا کام ہے کہ پہلے اپنے تربیت کے پلان (منصوبہ) کو ذرا وسیع کریں۔ دو چار آدمیوں کو ساتھ ملا لینے سے تو کام نہیں ہو جاتا۔ جو اچھے لوگ ہیں، نماز پڑھنے والے ہیں، چندے دینے والے ہیں، جماعت سے تعلق رکھنے والے ہیں، جلسوں پر آنے والے ہیں، اجتماعوں پر آنے والے ہیں، ان کی اپنی تو اَسّی فیصد تربیت ہو ہی جاتی ہے مگر جو پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کو قریب لانا تربیت کا اصل کام ہے،اس کے لیے مربیان کو کوشش کرنی چاہیے۔ اور جو کام کرنے والے لوگ ہیں ان کے اندر سے، ذہن میں سے یہ بات نکالیں کہ

ہمارے علاوہ کوئی اور کام کرنے والا نہیں ہے۔حضورِانور نے اس بات پر زور دیا کہ اللہ میاں نے فرمایا ہے کہ تم نے لوگوں سے مشورے ضرور لینے ہیں، ان سے شدّت سے باتیں نہیں کرنی، لیکن ان مشوروں کے بعد دعا کر کے فیصلے خود کرنے ہیں۔تو اس لیے یہ بات لوگوں اور اپنے عہدیداروں کے ذہنوں میں ڈالنی چاہیے کہ مشورے لینے میں کوئی ہرج نہیں اور ہمیں مشورے لینے چاہئیں۔آخر میں حضورِانور نے اپنی اوّل الذکر فرمودہ نصائح کا اعادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مربی کو اسی لیے عاملہ میں رکھا ہوا ہے تا کہ ساتھ ساتھ تربیت بھی کرتا رہے۔جتنی جماعت پھیل رہی ہے، اتنی زیادہ تربیت کی ضرورت ہے، اتنا زیادہ اپنے نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔صرف بزرگوں کی کتابیں پڑھ کے اس کی مثالیں دے دینا تو کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ مزا تو تب ہے کہ جب آپ اپنی مثالیں دیں کہ مَیں نے یہ کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور اس طرح سے نتیجہ نکلا۔ہم نے یہ کام کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے میرا کوئی کمال نہیں، تو اس طرح یہ احساس لوگوں میں پیدا ہو جائے کہ مربی واقعی تعلق باللہ میں بڑھا ہوا ہے اور ہمیں نیک مشورے دینے والا ہے اور رائے دینے والا ہے تو لوگ پھر مانتے ہیں بعض مربیانِ کرام کو پیارے آقا کی خدمتِ اقدس میں سوالات کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

ایک مربی صاحب نے رمضان کے مہینے میں اِفطاریوں کے اہتمام کی بابت حضورِانور سے دریافت کیا تو حضورِانور نے اس کا جواب دیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ جو لوگ گھروں میں افطاریوں کی دعوتیں کرتے ہیں، وہ نہیں کرنی چاہئیں۔اگر کوئی جماعتی فنکشن یا افطاری کا پروگرام ہو رہا ہے تو اس میں انتظامیہ خود انتظام کرے۔لیکن انتظامیہ کو خود اپنا بھی احساس رکھنا چاہیے کہ انہوں نے قرآنِ شریف بھی پڑھنا ہے اور عبادت بھی کرنی ہے اور اس کے ساتھ اگر افطاری کی تیاری سادگی سے کر سکتے ہیں تو کر لیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افطاری کے حوالے سے لوگوں میں پائے جانے والے اس عمومی رجحان کی جانب بھی نشاندہی فرمائی کہ لوگوں کے گھروں میں رواج ہو گیا ہے کہ صبح سے لے کر شام تک گھر والے اسی کام میں مصروف ہوتے ہیں کہ آج ہم نے افطاری کروانی ہے۔نمازوں کا وقت آئے تو کہتے ہیں کہ چلو نمازیں جمع کر کے پڑھ لیں گے، کوئی ہرج نہیں، افطاری کرا دو۔اور اس میں پھر اپنی پسند کے لوگ آ جاتے ہیں اور دعوتیں ہوتی ہیں، اس سے مَیں نے منع کیا تھا۔ملاقات کے اختتام پر تمام حاضرینِ مجلس کو ازراہِ شفقت حضورِانور کے ہمراہ گروپ فوٹو بنوانے اور بطورِ تبرک قلم حاصل کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔حضورِانور نے الوداعی دعائیہ کلمات ادا کرتے ہوئے نہایت پیارے انداز میں فرمایا: چلو، پھر اللہ حافظ! (ماخوذ الفضل انٹرنیشنل 22 فروری 2025ء)

پیارے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے بعد یہ ریفریشر کورس اپنے اختتام کو پہنچا، الحمدللہ۔مربّیان کرام نے اسلام آباد میں نماز ظہر وعصر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں ادا کی اور اس کے بعد جرمنی کے لیے روانہ ہوئے۔اس ریفریشر کورس کو کامیاب کرنے میں وکالت تبشیر و دیگر کارکنان بالخصوص شعبہ ضیافت اسلام آباد و بیت الفتوح کا مکمل تعاون حاصل رہا، فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

خدمت اور قربانی خدا کے لئے ہو

مبلغ مغربی افریقہ حضرت حکیم مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی میدان تبلیغ سے واپسی پر طلبائے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی طرف سے ایک استقبالیہ دیا گیا۔اس موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جو نصائح فرمائیں، ان میں سے ایک اقتباس:

’’دین کی خدمت کرنا اور قربانی کے لئے تیار رہنا بہت بڑی بات ہے۔مگر اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ خدمت اور قربانی خدا کے لئے ہو بندوں کے لئے نہ ہو۔اور جب خدا کے لئے ہو گی تو انسان کی نگاہ روحانیت پر ہو گی اور وہ کامیاب ہو جائے گا۔لیکن جو دنیا پر نظر رکھتا ہے اس کی نگاہ مادیات پر ہوتی ہے۔ اس پر خدا کے فیوض نازل نہیں ہوتے اور نہ وہ دنیا کے لئے مفید ہوتا ہے۔لیکن روحانیت پر اپنی خدمات کی جو بنیاد رکھتا ہے اسے یا تو دنیا میں بھی قبولیت حاصل ہو جاتی ہے یا صرف خدا کی رحمتوں اور برکتوں کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے۔پس خدمت اسلام کے ساتھ ساتھ یہ بھی مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی برکات حاصل کرنا ہے اگر وہ حاصل ہو رہی ہوں تو سمجھو کہ قبولیت حاصل ہو گئی۔ اور اگر وہ حاصل نہیں ہوئیں تو پھر بندے کیا دے سکتے ہیں۔اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے بڑھ کر دین کی خدمت کی مگر غور کرو مخاطبین میں سے کتنوں نے آپ کی باتوں کو قبول کیا۔ لاکھوں میں سے ایک نے بھی قبول نہیں کیا۔مگر کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دینی خدمات خدا تعالیٰ نے رَدّ کر دیں۔خدا نے آپ کی خدمات کو قبول کیا۔چنانچہ فرمایا۔دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔لوگ قبول کریں یا نہ کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے کیا کیونکہ جس نے آپ کو بھیجا تھا اس نے قبول کر لیا۔

پس جو شخص خدا کے لئے دین کی خدمت کرتا ہے اس کی بنیاد روحانیت پر ہوتی ہے اور اس کی روحانیت ترقی کرتی جاتی ہے۔لیکن جو لوگوں پر نظر رکھتا ہے اسے روحانیت حاصل نہیں ہوتی۔دنیا ہی دنیا اس کے لئے رہ جاتی ہے۔مگر جنہیں روحانیت حاصل ہوتی ہے ان کے نزدیک دنیا کی کامیابی اور عزت تماشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔پس یاد رکھو جب تک اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ساتھ نہ ہو کوئی خوشی خوشی نہیں بن سکتی اس لئے خدا پر ہی نظر ہونی چاہیئے‘‘۔(الفضل 11 فروری 1930ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات کے بعد مربیان سلسلہ جرمنی برموقع ریفریشر کورس (10.02.2025)

(کھڑے ہوئے، دائیں سے بائیں) مکرم عدیل شاد صاحب، مکرم آفتاب اسلم صاحب، مکرم جوّاد احمد صاحب، مکرم ذیشان باجوہ صاحب، مکرم سلیمان احمد صاحب، مکرم مشہود ادیب صاحب، مکرم شمائل احمد صاحب، مکرم عبدالحنان شیخ صاحب، مکرم شارب احمد بلوچ صاحب، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم کامران احمد صاحب، مکرم سلمان شاہ صاحب، مکرم مرتضیٰ مبّان صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب، مکرم رانا شیر ازاحمد صاحب، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم حسیب گھمن صاحب، مکرم شکیل عمر صاحب، مکرم عمر رشید صاحب مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، مکرم عدنان احمد گل صاحب، مکرم لئیق احمد منیر صاحب، مکرم منصور گھمن صاحب، مکرم محمد بلال اویس صاحب، مکرم آفاق احمد صاحب

(بیٹھے ہوئے پہلی صف) مکرم رانا فراز احمد صاحب، مکرم مصلح احمد باسط صاحب، مکرم فائز احمد صاحب، مکرم ولید احمد خان صاحب، مکرم ارسلان احمد سندھو صاحب، مکرم احیاء الدین صاحب، مکرم انصر احمد ارشد صاحب، مکرم محمد لقمان بابر صاحب

(بیٹھے ہوئے درمیان صف) مکرم مامون احمد صاحب، مکرم حمزہ نصیر صاحب، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مکرم فرہاد غفّار صاحب، مکرم مستنصر احمد صاحب، مکرم نویل احمد شاد صاحب، مکرم ارباب احمد صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات کے بعد مربیان سلسلہ جرمنی برموقع ریفریشر کورس (10.02.2025)

(کھڑے ہوئے، دائیں سے بائیں) مکرم شرجیل احمد خان صاحب، مکرم محمد فاتح ناصر صاحب، مکرم مبشر احمد بٹ صاحب، مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب، مکرم محمد طلحہ کاہلوں صاحب، مکرم ساجد احمد نسیم صاحب، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم محفوظ احمد منیر صاحب، مکرم کامران اشرف صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب، مکرم وفا محمد صاحب، مکرم ظفر اللہ سلام صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب، مکرم شارق افتخار صاحب، مکرم شمس الملک صاحب، مکرم اویس ملک صاحب، مکرم سجیل احمد صاحب، مکرم مصوّر شمس صاحب، مکرم باسل اسلم صاحب، مکرم اعجاز جنجوعہ صاحب، مکرم باسل احمد بھٹی صاحب، مکرم عبدالسلام بھٹی صاحب۔

(بیٹھے ہوئے پہلی صف) مکرم نورالدین اشرف صاحب، مکرم محمد لقمان شاہد صاحب، مکرم محمود احمد ہلی صاحب، مکرم سلمان احمد ہلی صاحب

(بیٹھے ہوئے درمیان صف) مکرم ذی شان محمود صاحب، مکرم مباہل منیب صاحب، مکرم سعود احمد صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مکرم خلیق حمید صاحب، مکرم مدّثر احمد صاحب، مکرم انس جاوید صاحب، مکرم انصر احمد صاحب

کارکردگی دعوت اِلی اللہ شعبہ تبلیغ جرمنی

جرمنی میں عرب افراد کے ساتھ تبلیغی میٹنگز

رپورٹ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب کارکن شعبہ تبلیغ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ تبلیغ جرمنی کو جرمنی میں مقیم مختلف اقوام کے ساتھ تبلیغی نشستوں کا اہتمام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

اسی سلسلہ میں جماعت Mülheim an der Ruhr میں موجود بعض عرب احمدیوں کی وساطت سے مورخہ 16 فروری 2025ء کو عرب احباب کے ساتھ مریم مسجد میں ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی۔ اس نشست میں مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ، مکرم ماذن عکلہ صاحب، مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور خاکسار کو شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام میں 6 غیر احمدی عرب مہمانوں کے علاوہ 9 عرب احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ بعدازاں مکرم ماذن عکلہ صاحب نے جماعت احمدیہ مسلمہ کا بنیادی تعارف کرواتے ہوئے احمدی اور غیر احمدی کے فرق کو بیان کیا نیز دلائل کے ساتھ مسیح کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے وضاحت کی کہ مسیح موعود کی بیعت کرنا کیوں ضروری ہے۔ بعدازاں مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ نے مہمانوں کو جماعت احمدیہ کے عقائد، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور اسلام کی خدمات کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جس میں وفات مسیح، دجال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے گئے۔ اس کے بعد مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا اور اس دوران بھی انفرادی بات چیت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں مہمانان کو جماعتی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ یہ میٹنگ تقریباً 4 گھنٹے جاری رہی۔

اس نشست کے بعد مقامی صدر صاحب کی درخواست پر مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ نے مقامی سیکرٹری تبلیغ اور ان کی ٹیم کے ساتھ میٹنگ کی جس میں تبلیغ کے حوالہ سے راہنمائی کی گئی۔ نیز حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں مسجد کو حقیقی امن کا گہوارہ بنانے نیز سوشل میڈیا کے ذریعہ جماعت کا پیغام پہنچانے کے متعلق راہنمائی کی گئی۔

تبلیغ میٹنگ

اس کے بعد مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ، بنگالی بھائیوں کی میٹنگ میں شرکت کے لئے کولون کی مسجد نصر کی طرف روانہ ہوئے جہاں بنگالی زیر تبلیغ افراد کے ساتھ میٹنگ جاری تھی۔ بون کے صدر جماعت مکرم رشید عالم صاحب جو خود بھی بنگالی ہیں نے اس میٹنگ کے جملہ انتظامات میں کلیدی کردار ادا کیا۔

تلاوت قرآنِ کریم و بنگالی ترجمہ کے ساتھ پروگرام کا آغاز ہوا۔ مکرم محمود احمد ناصر صاحب اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے انگریزی زبان میں جماعت احمدیہ کا مفصل تعارف کروایا جس کے بعد مکرم محمود احمد ملہی صاحب نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے جن کا رواں بنگالی ترجمہ مکرم محمد یعقوب صاحب نے کیا۔ یہ میٹنگ تقریباً تین گھنٹے جاری رہی مہمانوں کو ظہرانہ بھی پیش گیا گیا۔

تین گھنٹے تک جاری رہنے والی اس میٹنگ میں 8 غیر از جماعت بنگالی دوست شامل ہوئے جو سب اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ نیز دس احمدی بنگالی بھائی اور 9 دیگر احمدی احباب شامل ہوئے۔ پروگرام میں 4 بنگالی بھائی بیلجیئم سے شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ درج بالا پروگرامز کے مفید نتائج نکالے، آمین۔

بنگالی احباب کے ساتھ نشست

عرب احباب کے ساتھ نشست

قسط ہشتم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

میرے میزبان کا گھر مسجد فضل لندن سے پیدل کے راستہ پر تھا اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی موجودگی ہم خاکنشینوں کے لئے گویا بہار کی آمد تھی وہاں ایک عجیب ناقابل تصور روحانی سماں تھا۔حضورؒ نمازوں کی ادائیگی کے بعد نمازیوں کے ساتھ گھل مل جاتے اور کبھی اپنے خدام کے ساتھ چہل قدمی بھی فرماتے۔ ہر نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد فضل لندن کے باہر احباب دائرہ میں کھڑے ہو جاتے۔حضور کچھ دیر اس دائرہ کا حصہ بن کر اپنے خدام سے محو گفتگو ہوتے۔کسی سے پنجابی اور کسی سے اردو میں مخاطب ہوتے۔ایک دوست کا پنجابی میں حضور سے طرز تکلم میرے لئے حیران کن تھا۔ پوچھنے پر مجھے بتایا گیا کہ ان کی تعریف حمید لائلپوری ہے (ابن چودھری غلام حسین صاحب اور سئیر)۔ ان کا انداز یہی ہے جس سے حضور خوب واقف ہیں۔حضور نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا مَیں تو جرمنی جانے والا ہوں آپ یہاں آ گئے۔ مَیں نے عرض کی حضور چند ایک دن میں واپس چلا جاؤں گا۔ فرمایا اس کا مطلب ہے کہ آپ مستقل یہاں نہیں آئے۔ مَیں نے جواباً عرض کی نہیں حضور۔ آپ سے ملاقات کی خواہش یہاں کھینچ لائی ہے۔لندن میں گزارے دس دن اس اعتبار سے بہت ہی یادگار ہیں کہ ہر ایک کو خلیفہ وقت کی قربت نصیب تھی۔روز نمازوں کے بعد بے تکلفانہ گفتگو کا حصہ بننا اور حاضرین کا حضورؒ کے ساتھ چہل قدمی کرنا ایک ناقابل یقین تصور تھا جو حقیقت کا روپ دھار گیا۔ مَیں لندن کی سیر بھول کر اس ماحول کا اَسیر بن کر رہ گیا جو مجھے مسجد فضل کے گرد و نواح میں میسر تھا۔لندن سے واپس فرانکفرٹ روانگی سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتر میں ملاقات کا موقعہ بھی نصیب ہوا۔حضور نے ازراہِ شفقت پچاس پونڈ عطا فرمائے۔ پاکستان سے باہر خلیفہ وقت سے یہ پہلی ملاقات تھی جس کا ایک ایک لمحہ آج بھی اَزبر ہے اور روحانی سرور سے متلذّذ ہے۔دس دن کا ویزہ ملا تھا اور یہ دس دن گویا پلک جھپکتے گزر گئے۔ان دنوں میں جو روحانی ماحول میسر تھا اس کو چھوڑنے پر دل راضی نہ ہوتا لیکن آخر واپس جرمنی جانا ہی تھا۔سٹوڈنٹ فلائٹ تو تین روز بعد واپس جا چکی تھی جس پر میرے ساتھی شوکت پراچہ واپس چلے گئے تھے۔ مَیں نے واپسی کے لئے ریل گاڑی اور فیری کا راستہ اختیار کیا۔ چار گھنٹے رات کو فیری کا سفر اور وہ بھی اوپن کھلی فیری میں۔ ہر مسافر سمندر کی ٹھنڈی ہوا اور سردی سے بچنے کے لئے کونے کھدرے کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ چار گھنٹے کے بعد کبھی نہ محو ہونے والے تکلیف دہ سفر کے بعد بیلجیم کی بندرگاہ Ostende پر اُترے تو جسم ٹھنڈ سے یخ ہو چکا تھا۔سامنے کھڑی ٹرین میں سوار ہوئے تو اس میں چلنے والے ہیٹنگ سسٹم نے جسم کو گرما دیا۔ برسلز، کولون پر ٹرین بدلتا ہوا دوپہر کو واپس فرانکفرٹ پہنچا ایک پوری رات اور آدھے دن کے اس سفر نے تو گویا نانی یاد کرا دی۔

انگلستان کے پہلے سفر میں انگلستان جماعت کے جن محبّان سے تعلق بنا ان میں سے کئی اب اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں وہ سب نیکی تقویٰ گفتار و کردار کی ایک اعلیٰ مثال ہیں اس لئے شکرانِ نعمت کے طور پر ان کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں۔

آج کے مقابلہ میں 1973ء میں انگلستان خصوصاً لندن کی جماعت تعداد کے اعتبار سے بہت چھوٹی تھی۔ مسجد فضل لندن اور محمود ہال کو مرکزی اہمیت حاصل تھی۔ انتظامیہ کے دفاتر بھی محمود ہال ہی میں تھے۔ دفاتر کیا۔ ہال کے ایک کونے میں چند میزیں پڑی تھیں جس کارکن کو جہاں جگہ ملتی فائل کھول کر کام شروع کر دیتا۔سینئر احباب میں مکرم مبارک ساقی صاحب، مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب اور مکرم نذیر ڈار صاحب متحرک نظر آتے۔ جبکہ نوجوانوں میں مکرم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب، مکرم چودھری رشید احمد صاحب اور مکرم خالد اختر صاحب خدمت میں نمایاں تھے۔ یہ سب احباب امام بشیر احمد رفیق صاحب اور نائب امام عطاء المجیب صاحب راشد کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔مکرم مبارک ساقی صاحب سے اپنے والد محترم کی وساطت سے ایک پہچان تھی دوسرے لندن آنے سے قبل انہوں نے اپنے بچوں کو رہائش کے لئے دارالصدر میں مسجد لطیف کے سامنے چواسیدن شاہ کے راجہ رب نواز صاحب کے مکان میں منتقل کیا تھا۔ راجہ رب نواز صاحب مرحوم کے صاحبزادے راجہ مسعود سے دوستی کے ناطے اور ربوہ کے سماجی کلچر کا حصہ ہونے کی بدولت اس نقل مکانی میں مدد کرتے وقت مکرم مبارک ساقی صاحب سے پہچان واقفیت میں بدل گئی تھی۔لندن میں ہونے والی اس ملاقات میں انہوں نے میرا اپنے بچے کی طرح خیال رکھا۔ سچ پوچھیں تو میرا دل موہ لیا۔ مَیں ان کے دنیا سے اُٹھ جانے تک ان کی پدرانہ شفقت سے حصہ پاتا رہا۔یہی وجہ ہے کہ ان کو یاد کرتے وقت آج بھی میرا دل بھر آتا ہے۔

مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب سے پہلا تعارف 1966ء میں اسلام آباد پاکستان میں ہوا تھا۔ مَیں اس وقت سکول کا طالب علم تھا۔گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے

تایا مکرم میاں محمود احمد صاحب کے ہاں گیا ہوا تھا۔ انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اسلام آباد تشریف لائے تو سرِشام حضور کی قیام گاہ پر عقیدت مندوں کے کٹھ لگ جاتے۔ آنے والے نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد گھروں کو واپس لَوٹتے۔ حضور کی قیام گاہ پر ڈیوٹی دینے والوں میں مکرم صوفی غلام اللہ اور مکرم ہدایت اللہ بنگوی بھی شامل تھے جنہوں نے آغاز جوانی میں دہلی سرکار میں نوکری کی تھی۔ ون یونٹ بننے کے بعد یہ سرکاری طور پر کراچی سے اسلام آباد منتقل ہو گئے تھے۔ ان دونوں کو میرے دادا کا شاگرد ہونے کا دعویٰ تھا اور اس تعلق کی بناء پر دونوں نے میرا بہت خیال رکھا۔ حضورؒ چند دن قیام کے بعد واپس ربوہ تشریف لے گئے لیکن بنگوی صاحب نے میرا ہاتھ نہ چھوڑا اور حکم دیا کہ اسلام آباد میں آجکل میرا مکان زیرِ تعمیر ہے۔ مَیں وہاں روز نگرانی کے لئے موجود ہوتا ہوں تم وہاں آجایا کرو۔ وقت اچھا گزر جائے گا۔ چنانچہ مَیں روز وہاں چلا جاتا۔ بنگوی صاحب سے دادا مرحوم کے قصے سنتا۔ وہ قصے تو اب یاد نہیں البتہ بنگوی صاحب کے مزدوروں اور کاریگروں سے اُلجھنے کی آوازیں اب بھی کانوں سے ٹکراتی ہیں۔ اسلام آباد کے بعد ان سے اب دوبارہ لندن میں ملاقات ہوئی اور پھر یہ ملاقاتیں ان کے آخری سانسوں تک جاری رہیں۔ بہت ہی شفیق وجود تھے۔ افسر جلسہ سالانہ کے دوران ان کی معاونت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے بہت بے تکلف تھے۔ وہ جس انداز میں بھی حضورؒ کو مخاطب کرلیں حضور اس سے محظوظ ہوتے۔ ایک بار جلسہ سالانہ سے ایک دو روز قبل نماز مغرب کے بعد مجلس عرفان جاری تھی کہ بنگوی صاحب مسجد فضل لندن کے دروازے پر آگئے اور اپنے خاص انداز سے حضور سے پنجابی زبان میں مخاطب ہوئے۔

”حضور ہن بس کرو۔ مَیں مہماناں نوں اسلام آباد تورناں اے۔ باہر ویگناں والے آئے ہوئے نیں“

بنگوی صاحب نے یہ فقرہ کچھ ایسی بے تکلفی اور اپنائیت سے کہا کہ حضور کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اب انتظامیہ کا حکم آ گیا ہے۔ بس۔ باقی بات کل کریں گے۔

ہدایت اللہ بنگوی صاحب بہت ذمہ دار اور انتھک محنت کرنے والا شفیق وجود تھے۔ جہاں بھی رہے خدمت کے اعتبار سے اوّلین میں شمار ہوتے رہے۔ سلطان نصیر بن کر بہت سادگی سے زندگی گزاری۔ لندن میں ہی مدفون ہوئے۔

مکرم نذیر احمد ڈار صاحب سینئر سٹیزن تھے۔ مشرقی افریقہ سے ہجرت کر کے انگلستان میں آ بسے تھے۔ کہنے کو تو وہ سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے لیکن حضور کے دَورہ کے دوران دفتری اور انتظامی امور کی نگرانی ان کے سپرد تھی۔ انہوں نے مکرم منان دین صاحب کو اپنا مددگار بنا رکھا تھا۔ منان دین صاحب کو مَیں نے صبح سے رات تک کاموں میں مصروف دیکھا تو ان کی تندہی پر رَشک آیا۔ نوجوان ہمجولی ڈاکٹر ولی شاہ صاحب، خالد اختر صاحب اور چودھری رشید صاحب ہر شام بڑی باقاعدگی سے مشن ہاؤس آ کر کاموں میں ہاتھ بٹاتے۔ ان میں سے پہلے دونوں خدمت گزار ماشاءاللہ حیات ہیں۔ ڈاکٹر ولی شاہ صاحب کو دو خلفاء کے ساتھ بطور ڈینٹسٹ خدمت کی توفیق ملی۔ چودھری رشید صاحب مرکزی پریس سیکرٹری اور الفضل انٹرنیشنل کے بانی مدیر اعلیٰ بھی رہے۔ لیکن خدا نے ان سے جو کام persecution کی رپورٹس کی تیاری اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے حوالہ سے لیا اہلِ ہنر اس کی داد دیتے رہیں گے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خاص اعتماد حاصل رہا۔ آپ کی وفات پر حضور انور نے آپ کی اہلیہ مکرمہ رشیدہ بیگم کو جو تعزیتی خط تحریر فرمایا اس میں لکھا کہ ”مکرم چودھری صاحب نہایت مخلص، بے نفس اور فدائی احمدی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کے سپرد پریس کا اور بعض چھوٹی کتب کا کام کیا۔ انہوں نے انتہائی محنت سے یہ کام کیا اور پھر میرے ساتھ بھی انتہائی وفا کے ساتھ اپنے عہد کو نبھایا“۔ اسی طرح مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت نے 28 جولائی 2017ء کو الفضل انٹرنیشنل میں مکرم چودھری رشید احمد صاحب پر جو مضمون تحریر کیا ہے وہ مرحوم کی تمام تر جماعتی خدمات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ چودھری صاحب کی بیگم نے رجل الرشید کے نام سے جو کتاب شائع کی ہے وہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

مولوی عبدالکریم صاحب جو حضرت مولوی محمد احمد جلیل صاحب کے چھوٹے بھائی تھے ہمہ وقت مشن ہاؤس میں موجود رہتے۔ ان کے علاوہ مکرم حضرت مہاشہ محمد عمر صاحب کے داماد مکرم عبدالحمید غازی صاحب کے سیاسی تبصرے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کئے رکھتے۔ ان بزرگان کی مرنجاں مرنج طبیعت کی بدولت مشن ہاؤس کی فضا مومنین کے قہقہوں سے معطر رہتی۔

جرمنی میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد

فروری کا مہینہ جماعت احمدیہ جرمنی میں مہتمّ بالشان پیشگوئی مصلح موعودؓ کی مناسبت سے معروف ہے کہ 1886ء میں اس ماہ کی 20 تاریخ کو بالہام جلّ شانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ یہ پیشگوئی شائع فرمائی تھی۔ اس پیشگوئی کی عظمت واہمیت اور برکات کا تذکرہ کرنے کے لئے ہر سال دنیا بھر کی جماعتوں میں 20 فروری کو ”یوم مصلح موعود“ منایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی روایات کے مطابق جماعت جرمنی کو بھی یہ دن منانے کی توفیق ملی اور اس مناسبت سے مقامی جماعتوں اور لوکل امارات کی سطح پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا جن میں مجموعی طور پر ہزاروں احباب جماعت نے شرکت کی۔ مقررین نے پیشگوئی کا پس منظر سمجھانے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت وسوانح بھی بیان کی۔ بچوں کے لئے کوئز مقابلے بھی کرائے گئے اور درست جواب دینے والے بچوں کو انعامات بھی دیئے گئے۔ بعدازاں نیشنل شعبہ تربیت کی طرف سے تمام شاملین کی ضیافت کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمنی کے عام انتخابات اور نتائج

جرمنی میں 23 فروری 2025ء کو ہونے والے عام انتخابات مقررہ آئینی مدّت سے تقریباً سات ماہ قبل منعقد ہوئے۔ یہ جرمنی کی اندرونی سیاسی و داخلی صورتحال خصوصاً مہاجرین کے تناظر میں خصوصی اہمیت اختیار کر گئے تھے۔ جن خدشات کا اظہار کیا جا رہا تھا وہ درست ثابت ہوئے۔ برسر اقتدار حکمران سیاسی جماعت کو نہ صرف شکست کا سامنا کرنا پڑا بلکہ نتائج میں منفی رجحان نظر آیا اور اپوزیشن جماعتوں نے کامیابی حاصل کی۔ نتائج کے مطابق کرسچن ڈیموکریٹک یونین نے 208 نشستوں کے ساتھ پہلی اور حکمران جماعت سوشل ڈیموکریٹک پارٹی 120 نشستوں کے ساتھ تیسرے نمبر پر رہی۔ انتہائی دائیں بازو کی مہاجرین مخالف پارٹی (اے ایف ڈی) 152 نشستوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر رہی۔ اسی طرح گزشتہ حکومت کی اتحادی جماعت گرین پارٹی 85 نشستیں حاصل کر سکی۔ نئی حکومت کی تشکیل کے لئے سیاسی رابطے شروع ہو گئے ہیں۔ انتخابات میں کامیاب ہونے والی جماعت سی ڈی یو کے سربراہ فریڈرش میرس (Friedrich Merz) نے حالیہ ایک بیان میں کہا ہے کہ وہ مرکز کی بائیں بازو کی پارٹی ایس پی ڈی کے ساتھ اتحاد کرنے کی حمایت کرتے ہیں تاہم اے ایف ڈی کے ساتھ اتحاد کے امکان کو رَدّ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے دیگر جماعتوں کو یہ طے کرنا ہوگا کہ وہ کس کے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہیں اور کچھ امور طے کرنا ہوں گے۔ اگلی حکومت کی تشکیل تک موجودہ چانسلر ہی ذمہ داری نبھاتے رہیں گے۔

امریکہ میں نئے گولڈ کارڈ کا اجراء

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے حلف اٹھانے کے بعد متعدد نئے آرڈر جاری کئے ہیں۔ ان کا تازہ ترین آرڈر گولڈ کارڈ کا اجراء ہے جس کی مالیت پانچ ملین ڈالرز ہے۔ اس نئے منصوبے کا بنیادی مقصد دنیا کے دولت مندوں کو امریکہ میں آمد اور شہریت کی ترغیب دینا ہے۔ پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ ہم ایک نیا گولڈ کارڈ فروخت کرنے جا رہے ہیں جس کی قیمت پانچ ملین ڈالرز ہے۔ مزید تفصیلات بتاتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس کارڈ سے ایسے دولت مند اور کامیاب افراد مستفید ہوں گے جو بھاری ٹیکس اور لوگوں کو ملازمتیں دیں گے۔

ایران اور یورپی یونین کے درمیان مذاکرات

ایران کے جوہری پروگرام سے متعلق ایران اور یورپی ممالک کے درمیان ہونے والی گفتگو کے نتیجہ میں فرانس، برطانیہ اور جرمنی نے مذاکرات دوبارہ شروع کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ یہ اہم گفتگو جنیوا میں ہوئی۔ ای تھری نام سے گروپ میں شامل تینوں یورپین ممالک نے ایران کے جوہری پروگرام سے متعلق آخری بار گفتگو جنوری میں کی تھی۔ ایران کے نائب وزیر خارجہ برائے بین الاقوامی امور نے اس حوالے سے تفصیلات ایکس پر ایک بیان میں جاری کیں جس میں ای تھری گروپ ممالک کے ساتھ گفتگو کو تعمیری قرار دیا گیا۔

حزب اللہ کے سابق سربراہ کی تدفین

27 ستمبر 2024ء کو اسرائیلی فضائی حملے میں ہلاک ہونے والے حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ کی تدفین 23 فروری 2025ء کو کر دی گئی۔ نماز جنازہ جنوبی بیروت کے اسٹیڈیم میں ادا کی گئی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

60 ممالک میں شہری آزادیوں میں کمی

واشنگٹن میں قائم تنظیم فریڈم ہاؤس کی سالانہ رپورٹ جاری کی گئی ہے جس میں شہری آزادیوں اور انسانی حقوق کے حوالے سے عالمی صورتحال کے بارے بتایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان سمیت دنیا کے 60 ممالک میں شہری آزادیوں کے حوالے سے صورتحال تنزلی کا شکار ہوئی ہے۔ اس حوالے سے رپورٹ میں پاکستان میں میڈیا کی آزادی پابندیوں، اقلیتوں اور سیاسی مخالفین پر باقاعدہ حملوں میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح مذہبی عسکریت پسندی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ عام ملکی انتخابات میں دھاندلی ہوئی، سیاسی امیدواروں اور الیکشن ورکرز پر تشدد ہونے کے شواہد ملے۔ 34 ممالک میں بہتری ہوئی ہے اور ان ممالک میں بنگلہ دیش، سری لنکا اور شام شامل ہیں۔ کویت اور تیونس، ہیٹی سب سے زیادہ تنزلی والے ممالک میں شامل ہیں۔

روس کی معدنیات کی تلاش میں امریکہ کو پیشکش

روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے امریکہ کو کسی معاشی معاہدے کے تحت روس میں نایاب معدنیات کی تلاش میں مشترکہ کام کرنے کی پیش کش کرتے ہوئے کہا ہے کہ روس میں معدنیات کے ذخائر یوکرین سے کہیں زیادہ موجود ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ روس کی جانب سے یہ پیشکش ان خبروں کے بعد سامنے آئی ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ امریکہ اور یوکرین معدنیات کے حوالے سے کسی معاہدہ پر دستخط کرنے والے ہیں۔

اُذکُروا مَوتاکُم بِالخَیر

میری پیاری والدہ

(مکرم لئیق احمد بلال صاحب، مربی سلسلہ جرمنی)

مورخہ 16 فروری 2025ء کو مختصر علالت کے بعد ہماری پیاری والدہ محترمہ امۃ السلام فرح صاحبہ اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوگئیں، اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے خاندان میں احمدیت ان کے نانا جان، مکرم چودھری شکرالدین صاحب کے ذریعہ آئی جو 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی غرض سے قادیان حاضر ہوئے لیکن حضورؑ لاہور کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہاں سے لاہور پہنچے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے تھے، تاہم حضورؑ کے جنازہ میں شامل ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔

والدہ مرحومہ کے دادا مکرم عبداللہ صاحب نے غالباً 1918ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد ان کی بہت سخت مخالفت ہوئی، تمام رشتہ داروں نے قطع تعلق کر لیا، تمام کاروبار پر قبضہ کر لیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ رسول بی بی اپنے خاوند کی وصیت کے مطابق سیالکوٹ سے قادیان چلی گئیں، جب حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے بیوگان کے نکاح کی تحریک فرمائی تو اس وقت ان کی دوسری شادی لاہور میں ہوئی جس کے بعد تمام افراد خاندان سندھ چلے گئے۔

ہماری والدہ مرحومہ نہایت درجہ شفیق، خداترس اور خلافت سے عشق رکھنے والی خاتون تھیں۔ ساری زندگی راضی برضا رہنے کی عملی تصویر بنی رہیں، کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی پیاری ذات سے کوئی شکوہ زبان پر نہیں آیا، ہمیشہ یہی کہا کرتی تھی کہ مجھے تو میرے پیارے اللہ نے جس طرح چلایا میں چلتی رہی۔ خاکسار کے والد صاحب کا اپنی اہلیہ سے 49 سال کا ساتھ رہا۔ ان کے متعلق ان کے تاثرات ان کے الفاظ میں درج ذیل ہیں:

''میری اہلیہ بہت صابر، شاکر تھیں اور زندگی کے مشکل حالات میں ہمیشہ میرے ساتھ کھڑی رہیں۔ بڑی سے بڑی پریشانی کو بھی حاوی نہیں ہونے دیا۔ اللہ پر پورا توکّل تھا۔ ملازمت کے دوران تبادلہ ہوتا تو بعض دفعہ اکیلے رہ کر حوصلے سے رہتیں اور میرا حوصلہ بھی بڑھاتی رہیں۔ ہماری قلیل آمدنی کے باوجود بچوں کو کبھی مالی تنگی کا احساس نہ ہونے دیا۔ دینی شعائر کی بہت پابند تھیں خلافت سے بہت محبت تھی۔ شاعرانہ ذوق بھی رکھتی تھیں اور کئی نظمیں لکھ کر بچوں سے پڑھوائیں۔ بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کی، گھر کے دینی ماحول کی وجہ سے بڑے بھائی کے وقف کرنے پر چھوٹے بھائی نے بھی زندگی وقف کر دی۔ جس میں اہلیہ کا بہت بڑا کردار تھا۔ بچوں کی شادیوں کے موقع پر ہمیشہ اچھا مشورہ دیتیں اور انتظامات میں بہت مدد کرتیں۔ دعاؤں پر بہت یقین تھا۔ اور اللہ تعالیٰ خوابوں میں بھی ان کو اشارہ کر دیتا تھا۔ خاموشی سے بچوں کے لیے دعائیں کرنا ان کی ایک اعلیٰ خوبی تھی۔ بچوں کو دینی اقدار سکھانے کی بھی بہت کوشش کرتیں۔ بچوں کی شادیوں کے بعد بھی بچوں کے ساتھ بہترین مشیر کا کردار ادا کیا اور بچوں کے بچوں کو بھی گائیڈ کرتی رہیں۔ دونوں داماد ان کی اعلیٰ صفات کے معترف ہیں اور دامادوں سے ایسا تعلّق تھا جیسے ماں کا ہونا چاہیے۔ شادیوں کے بعد بیٹوں اور بیٹیوں کے عائلی معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کی تاہم دعاؤں سے ان کی مدد اور تربیت کی''۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری والدہ کو دو بیٹوں خاکسار (حال مربی سلسلہ شعبہ امور عامہ جرمنی) و عزیز احمد بلال (مربی سلسلہ وکالت تبشیر یوکے) اور دو بیٹیوں نمود سحر شرما اور صباحت واحد سے نوازا۔ دونوں بیٹیاں بھی مربیانِ سلسلہ سے ہی بیاہیں، بڑے داماد مکرم سہیل مبارک احمد شرما صاحب (نائب امیر جماعت کینیڈا) چھوٹے داماد مکرم سید عطاء الواحد رضوری صاحب (مربی سلسلہ مرکزی رشین ڈیسک یوکے) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں، نیز والد صاحب ایڈیشنل وکالت تبشیر ربوہ میں بطور آنریری کارکن شعبہ رشتہ ناطہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اس طرح سے ہماری امی جان مرحومہ ہمارے خاندان کی وہ خوش قسمت خاتون ہیں، جنہوں نے اپنی تمام اولاد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دی اور امی جان ہمیشہ اس پر فخر کیا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں امی جان ہمیشہ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہیں۔ دو سال اوکاڑہ کینٹ میں اور چار سال شورکوٹ کینٹ میں بطور لوکل صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ شورکوٹ میں ہمارا گھر بطور نماز سنٹر بھی استعمال ہوتا رہا۔ رمضان المبارک میں یہ طریق ہوا کرتا تھا کہ عصر پر مقامی مرد و خواتین اکٹھے ہو جاتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا درسِ قرآن سننے کے بعد افطاری اور نمازِ مغرب، کھانا اور پھر نمازِ عشاء کا پروگرام ہوتا تھا۔ امی جان بڑی بشاشت سے تمام مہمانوں کے لیے افطاری کا انتظام کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح مربیان سلسلہ کی بہت ہی عزّت کیا کرتی تھیں۔ اوکاڑہ کینٹ میں قرآنِ کریم سکھانے کے لیے خصوصی طور پر مربی صاحب کو درخواست کر کے گھر بلاتیں اور کلاس کے بعد حسب حالات اصرار کے ساتھ خاطر تواضع بھی کرتیں۔ بچپن سے ہی ہم نے اپنے گھر میں مربیان کی جو عزّت دیکھی وہ ہمارے وقف کرنے میں بہت ممد ثابت ہوئی۔

رمضان المبارک میں ہم سب بہن بھائیوں کی نمازوں اور تلاوت قرآنِ کریم میں مقابلہ کروا دیا کرتی تھیں اور سب ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ بچپن

میں اطفال وناصرات کے علمی مقابلہ جات کے لیے باقاعدہ تیاری کرواتی تھیں۔ جن میں سے بیت بازی کا مقابلہ خوب یاد ہے جس کے نتیجہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے بہت سے اشعار یاد ہو گئے تھے۔ ان مقابلوں کے بعد انعام بھی دیتیں، اب بھی اس دَور میں جیتی ہوئی چھوٹی چھوٹی جماعتی کتب ہمارے ربوہ کے گھر میں محفوظ ہیں۔ تربیت کا ایک اور طریق یہ تھا کہ ہم سب گھر میں باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ ابا جان اپنی ملازمت کی وجہ سے گھر نہ ہوتے تو کبھی میں اور کبھی میرا چھوٹا بھائی نمازیں پڑھایا کرتا تھا۔ امی جان کہا کرتی تھیں کہ جو سورتیں یاد کی ہیں، وہ نماز باجماعت میں پڑھتے رہو تو پھر نہیں بھولیں گیں۔ پھر جب ہم رات کو سوتے تو سونے سے پہلے بھی دعائیں پڑھاتیں۔ اس طرح کئی دعائیں یاد ہو گئیں۔

بچوں کی تربیت میں ایک اہم کردار امی جان کا بچوں کے ساتھ کوالٹی ٹائم گزارنے کا ہوتا تھا۔ تقریباً روزانہ کا معمول تھا کہ امی جان سارے دن کے کام کاج مکمل کر کے رات کے کھانے کے بعد گھنٹہ گھنٹہ ہمارے ساتھ بیٹھی رہتیں اور ہمارے ساتھ بچگانہ باتوں پر ہنستیں اور خوب گپیں لگتیں اور کبھی ایسا نہ ہوتا کہ امی جان ہمیں احساس بھی دلائیں کہ دن بھر بہت کام کئے ہیں اور اب وہ تھک گئی ہیں۔ اب اس دَور کو دیکھتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دَور کتنا اہم تھا اور کس طرح اس دَور نے ہم سب کو ہمیشہ باہم ایک مضبوط کڑی میں پروئے رکھا۔ ہمیں کبھی بھی محسوس نہیں ہوا کہ ہم سیریں کرنے دور دور کے شہروں میں جائیں یا گھر سے باہر سکون تلاش کریں۔

امی جان کو بچپن سے ہی قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان یاد تھا اور ہمیں بھی یاد کرنے کی طرف توجہ دلاتی رہتیں۔ اب بڑی عمر میں انہیں قصیدہ اس طرح یاد نہیں رہا تھا، جس طرح بچپن میں تھا۔ لجنہ اماء اللہ یوکے نے قصیدہ یاد کرنے کی ایک تحریک چلائی تو امی جان نے دوبارہ سے تمام قصیدہ یاد کیا۔ یاد کرنے کا امی جان کا طریقہ یہ ہوا کرتا تھا کہ امی جان اپنے ہاتھ سے قصیدہ کے اشعار لکھتی تھیں اور لکھ لکھ کر یاد کیا کرتی تھیں۔ ان کے تحریر کردہ قصیدہ کے اشعار اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ بالآخر امی جان نے دوبارہ سے قصیدہ مکمل یاد کیا۔

والدہ محترمہ خلافت کی سچی عاشق تھیں، ہر تحریک پر لبیک کہنے میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتیں۔ آخری سالوں میں طبیعت خراب ہونے کے باوجود ہمت کر کے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سننے کا اہتمام کرتیں۔ حضور کے لئے دو نفل فجر سے پہلے باقاعدہ پڑھتیں۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب لجنہ اماء اللہ کی جوبلی کے موقع پر لجنہ یوکے کو روحانی خزائن کا مطالعہ مکمل کرنے کا ٹارگٹ دیا تو امی جان نے فوری اس پر لبیک کہتے ہوئے مطالعہ شروع کیا۔ امی جان کا حضورِ انور کی خدمت میں تحریر کردہ خط اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہے، جس میں وہ اپنے اس عزم کا اظہار کر رہی ہیں کہ آج میں نے روحانی خزائن کا مطالعہ شروع کیا ہے، دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے یہ ٹارگٹ مکمل کرنے کی توفیق دے، آمین۔ پھر وفات سے چند ماہ قبل امی جان نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بڑی خوشی سے یہ خط تحریر کیا کہ 'پیارے حضور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے روحانی خزائن کی تئیسویں جلد کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے، الحمدللہ'۔

والدہ محترمہ کو ہمارے بچوں کی تربیت کی بھی بہت فکر رہتی تھی، ہمیشہ ان کے لیے دعائیں کرتی رہتی تھیں، یوکے، کینیڈا، جرمنی میں سب بچوں کے سکولوں کی رپورٹ لیا کرتی تھیں، سب بچے اطفال و ناصرات کے مقابلہ جات کے لیے، سکولوں کے داخلہ جات و امتحانات کے لیے انہیں دعا کے لیے کہتے رہتے، تمام بچوں کے لیے بہت دعا کرتیں اور کہتیں کہ مَیں نے بہت دعائیں کی ہیں اور میری دعائیں تم سب کو ملتی رہیں گی۔ عزیزم جاذب احمد ابن عزیز بلال کے ایک اہم انٹری ٹیسٹ میں کامیابی کے لئے دعا کرتی تھیں، آخری بیماری میں ہسپتال میں ہی بچوں کے ذکر پر امی جان نے بروز جمعرات ہی بتا دیا کہ جمعہ سے کچھ دیر قبل کوئی خبر آئے گی۔ اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ کس بارے میں بات کر رہی ہیں۔ چنانچہ عین جمعہ کے وقت جب ہسپتال میں خطبہ جمعہ لگانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ عزیزم جاذب کی کامیابی کی ای میل آئی ہوئی تھی۔ یہ واقعہ ہمیشہ امی جان کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کے طور پر ہماری یادوں میں زندہ رہے گا۔ جب ہم جرمنی سے روزانہ فون کر کے ان کا حال پوچھتے تو ہماری بات تو دو تین منٹ میں ختم ہو جاتی مگر اپنی پوتیوں کے ساتھ آدھا آدھا گھنٹہ اور کبھی اس سے زیادہ باتیں کرتی رہتیں۔ آخری بات جو میری بڑی بیٹی سے ہوئی، وہ یہی تھی کہ میں کیسے اللہ تعالیٰ کی پیاری دوست بن سکتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اس نیک روح کے ساتھ ساری زندگی بہت ہی پیار کا سلوک فرمایا۔ سارے کام اپنے فضل سے سنوارتا چلا گیا۔ وفات سے تین ہفتے قبل ہم تمام بہن بھائیوں کے ساتھ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، نیز عمرہ پر روانگی سے ایک روز قبل معجزانہ طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اسی طرح اپنی وفات سے چند روز قبل ہیومنیٹی فرسٹ پاکستان کے ذریعہ ضلع وہاڑی میں ایک نلکہ لگوانے کی توفیق ملی۔ آپ کی وفات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیار کا ایک مظہر تھی، لگتا تھا کہ جیسے وہ ذہنی طور پر اس کے لیے تیار ہو چکی ہیں، وفات سے دو روز قبل آخری واضح بات جو ان کی یاد ہے، وہ یہی تھی کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ اور اس کے بعد ہر کسی سے جو بھی آیا یہی کہا، کہ اچھا جاؤ پھر اللہ حافظ۔ بوقت وفات آپ نے پورے سکون کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت 19 فروری 2025ء کو اسلام آباد میں آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اسی روز اسلام آباد سے قریبی قبرستان Eashing Cemetery کے مقبرہ موصیان میں تدفین ہوئی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ کو اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور ہم سب لواحقین کو ان کی خوبیاں اور نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق بخشے، آمین، اللھم آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم سلیم خالد صاحب

خاکسار کے والد مکرم سلیم خالد صاحب ابن مکرم محمد سلیم صاحب 4 فروری 2025ء کو بعمر 48 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ 2000ء میں جرمنی آئے۔ بہت نیک، مخلص، ہمدرد اور ملنسار تھے۔ ہمیشہ دھیمے لہجہ میں بات کرتے۔ نظام جماعت کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ اپنے حلقہ میں جنرل سیکرٹری، سیکرٹری مال، سیکرٹری وقفِ نَو اور سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 6 فروری کو مکرم رحمت اللہ صاحب مربی سلسلہ نے بیت العزیز میں پڑھائی۔ بعدازاں 7 فروری کو Wolfskehlen میں تدفین ہوئی جہاں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے بعد از تدفین دعا کروائی۔ (ہاشم خالد۔ Wolfskehlen)

محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد یحییٰ صاحب مؤرخہ 17 نومبر 2024ء کو بعمر 64 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت چودھری علی محمد صاحبؓ کی پڑپوتی اور مکرم چودھری محمد اسحاق صاحب لائلپوری باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بہو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کرتیں۔ بہت خوش اخلاق اور ہمدرد وجود تھیں۔ وقفِ نَو کی تحریک کے موقع پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اولاد سے نوازے تو اسے جماعت کی خدمت میں پیش کروں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو زندگی وقف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس وقت نیشنل شعبہ وصیت جرمنی میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

آپ نے پسماندگان میں خاوند مکرم محمد یحییٰ صاحب کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 20 نومبر کو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے بیت الجامع اوفن باخ میں پڑھائی اور اسی روز Neufriedhof اوفن باخ میں تدفین عمل میں آئی۔

(محمد بلال اویس۔ مربی سلسلہ شعبہ وصیت)

مکرم مبشر احمد وڑائچ صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم مبشر احمد وڑائچ صاحب ابن چودھری حیات محمد صاحب 16 فروری 2025ء کو بعمر 84 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق بشیر آباد سندھ سے تھا۔ بہت نیک، پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گزار وجود تھے۔ ناصر باغ مسجد میں اذان بہت شوق اور جذبہ کے ساتھ دیتے۔ چار سال قبل فالج کا حملہ ہوا جس کے بعد یادداشت چلی گئی اور بیمار رہنے لگے تھے۔ آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 21 فروری کو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے ناصر باغ میں پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 2 مارچ کو مسجد مبارک میں مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین عمل میں آئی۔ (بشیر احمد وڑائچ)

مکرم رائے ماسٹر محمد عبداللہ صاحب

خاکسار کے والد محترم مکرم رائے ماسٹر محمد عبداللہ صاحب 31 دسمبر 2024ء کو بعمر 82 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم 21 جولائی 1942ء کو قادیان کے قریبی گاؤں دوانی وال (Dwaniwal) میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد، انہیں اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کرنا پڑی۔ اس دوران ان کے والد صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ ہجرت کے بعد اپنے بڑے بھائی کے ساتھ فیصل آباد کے قریب گاؤں گھسیٹ پورہ میں آباد ہو گئے۔ جہاں آپ نے میٹرک تک کی تعلیم حاصل کی، تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی کی دُکان میں کام بھی کرتے رہے۔ انہوں نے محنت اور لگن سے اپنی تعلیم جاری رکھی اور بی اے اور بی ایڈ کے امتحانات پرائیویٹ طور پر پاس کیے۔ تقریباً 25 سال کی عمر میں، انہوں نے ایک استاد کے طور پر اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز کیا اور مختلف مقامات پر بطور استاد خدمات انجام دیں۔ سروس کے آخری 20 سال انہوں نے ''بُجیکی'' کے قریب ایک ہائی سکول میں گزارے۔ 1993ء میں، اپنی اہلیہ کی علالت کے باعث، انہوں نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی اور دارالنصر وسطی ربوہ میں منتقل ہو گئے۔

مرحوم اپنی پوری زندگی جماعتی خدمات کے لیے مستعد رہے۔ جوانی ہی میں نظام وصیت میں شامل ہو گئے تھے، تقریباً 50 سال سے زائد عرصے تک، مختلف جماعتوں میں امام مسجد کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنی زندگی کو سادگی، ایمانداری، اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر ایک مخلص اور وفادار فرد جماعت کے طور پر گزارا۔ آپ ہمیشہ خلافت کے ساتھ گہرے تعلق، جماعتی خدمات اور انسانیت کی بھلائی کے لیے کوشاں رہے۔ ہمیشہ غرباء اور مساکین کی مدد کرتے۔ آپ کی سادگی، ہمدردی، اور خدمت کا جذبہ ہر کسی کے لیے مشعلِ راہ تھا۔ آپ نے ایک صحت مند زندگی گزاری۔ تاہم آخری ایام میں کینسر جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گئے جس کا آپ نے بہت ہمت اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ مرحوم کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں ہوئی۔ (محمد نصر اللہ، ہاؤس ماسٹر بیت السبوح)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2025ء سے ہورہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کرکے اپنی درخواست صدر جماعت ولوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 30 مئی 2025ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

1۔ امیدوار Abitur پاس کر چکا ہو۔ تاہم استثنائی صورت میں میٹرک (Realschulabschluss) پاس امیدوار کی درخواست بھی زیرِغور لائی جاسکتی ہے۔

2۔ استثنائی اُمیدوار (Realschulabschluss) کی عمر 18 سال اور Abitur پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

3۔امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہواور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہونیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اِس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملاکر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

Am alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau
Tel: +49 (0) 6158 87837-0
Fax: +49 (0) 6158 87837-37

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26 | ISSUE 03 | MARCH 2025

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de